

جامعہ حقانیہ کاترجمان

ساہیوال
سرگودھا

الحقانیہ

مجلہ

ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ فروری ۲۰۱۶ء



بانی: فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی عبدالرشک کورمندی قدس سرہ

فہرست

- 3 دعوت و تبلیغ کی اہمیت اور آداب مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم
- 8 درس حدیث حضرت مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ
- 10 ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ حضرت صوفی علی محمد رحمہ اللہ تعالیٰ
- 11 زریں وصایا حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری رحمہ اللہ
- 14 آہ! حضرت مولانا مفتی وکیل احمد شیروانی قدس سرہ حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری زید مجدہ
- 18 اصلاحی مکاتیب فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ
- 25 داستان حریم شریفین سید عبدالواسع ترمذی
- 36 مکتوبات حضرت ترمذی قدس سرہ سید عمیر شاہ بخاری زید مجدہ
- 48 اخبار الجامعہ مولانا سجاد حسین زید مجدہ

خط و کتابت کیلئے: دفتر ماہنامہ الحقانیہ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

web-www.alhaqqania.org

E-mail-alhaqqania@yahoo.com

048-6786002/6786899

پبلشر: مفتی سید عبدالقدوس ترمذی پرنٹر: جناب محمد منیر صاحب فاسٹر پرنٹنگ پریس سرگودھا

کمپوزر: جناب حافظ سید عبدالغفور صاحب ترمذی

نوٹ: رسالہ کے متعلق معلومات کے لیے رابطہ نمبر: 0301-4843429

رسالہ نہ ملنے کی صورت میں رابطہ نمبر: 0301-0331-6769897

کلمۃ الحق

مفتی سید عبدالقدوس ترمذی مدظلہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دعوت و تبلیغ کی اہمیت اور آداب

دعوت کے لفظی معنی بلانے کے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کا پہلا فرض منصبی لوگوں کو اللہ کی طرف بلانا ہے پھر تمام تعلیمات نبوت و رسالت اسی دعوت کی تشریحات ہیں۔ قرآن کریم میں نبی کریم ﷺ کی خاص صفت داعی الی اللہ ہونا بیان فرمائی گئی ہے۔ حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وَدَاعِيَآ اِلٰی اللّٰهِ بِاَذْنِہٖ وَ سِرَاجِ مَنیْرٍ**۔ دوسرے مقام پر ہے: **يَا قَوْمَنَا اَجِبُوْا دَاعِيَ اللّٰہِ**۔ امت پر بھی دعوت الی اللہ کو فرض قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے: **وَلْتَكُنْ مِنْكُمْ اُمَّةٌ يَدْعُوْنَ اِلٰی الْخَيْرِ يَامُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْہَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)** تم میں سے ایک جماعت ایسی ہونی چاہئے جو لوگوں کو خیر کی طرف دعوت دے، یعنی نیک کاموں کا حکم کرے اور برے کاموں سے روکے۔ اور ایک آیت کریمہ میں ارشاد ہے: **وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلٰی اللّٰہِ**۔ گفتار کے اعتبار سے اس شخص سے اچھا کون ہو سکتا ہے جس نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا۔ تعبیر میں کبھی ”دعوت الی اللہ“ کا عنوان دیا جاتا ہے اور کبھی ”دعوت الی الخیر“ کا اور کبھی ”الی سبیل ربک“ کا۔ حاصل سب کا ایک ہی ہے کیونکہ اللہ کی طرف بلانے سے اس کے دین اور صراط مستقیم کی طرف بلانا مقصود ہوتا ہے۔

دعوت کے اصول و آداب

بنیادی طور پر دعوت کے اصول میں دو چیزیں اہم ہیں ایک حکمت دوسرے موعظت جس کا مطلب یہ ہے کہ دعوت میں سب سے پہلے حکمت کے ساتھ مخاطب کے حالات کا جائزہ لے کر اس کے مناسب کلام تجویز کرنا ہوتا ہے، پھر اس کلام میں خیر خواہی، ہمدردی کے جذبہ کے ساتھ ایسے شواہد اور دلائل سامنے لانا ہے جن سے مخاطب مطمئن

ہو سکے اور طرز بیان ایسا مشفقانہ اور نرم رکھنا ہے کہ مخاطب کو اس کا یقین ہو جائے کہ یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں یہ ہماری مصلحت اور خیر خواہی کے لیے کہہ رہے ہیں، مجھے شرمندہ کرنا یا میری حیثیت کو مجروح کرنا ان کا مقصد نہیں ہے۔

صاحب ”روح المعانی“ علامہ آلوسی نے فرمایا ہے کہ اصول دعوت اصل میں دو ہی چیزیں ہیں: حکمت اور موعظت۔ تیسری چیز مجادلہ اصول دعوت میں شامل نہیں ہاں! طریق دعوت میں کبھی اس کی بھی ضرورت پیش آ جاتی ہے اور یہ اس وقت ہے جب دعوت میں ایسے لوگوں سے سابقہ پڑ جائے جو شکوک و اوہام میں مبتلا ہوں اور داعی کے ساتھ بحث و مباحثہ پر آمادہ ہو جائیں ایسی حالت میں مجادلہ کی تعلیم دی گئی ہے مگر اس مجادلہ کے ساتھ بھی ”بالتی ہی احسن“ کی قید لگا کر بتلادیا کہ جو مجادلہ اس شرط سے خالی ہو شریعت میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔

”دعوت الی اللہ“ دراصل انبیاء علیہم السلام کا منصب ہے امت کے علماء اس منصب کو ان کے نائب ہونے کی حیثیت سے استعمال کرتے ہیں اس لیے یہ ضروری اور لازم ہے کہ اس کے آداب اور طریقے بھی پیغمبرانہ تعلیم کے مطابق ہونے چاہئیں جو دعوت پیغمبرانہ طریقہ پر نہ ہو وہ دعوت کے بجائے عداوت اور جنگ و جدل کا موجب ہوتی ہے پیغمبرانہ دعوت کے اصول میں جو ہدایت قرآن کریم میں حضرت موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے لیے نقل فرمائی گئی ہے وہ یہ ہے کہ حق تعالیٰ نے انہیں فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا تو ساتھ ہی یہ بھی فرمایا: فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشیٰ۔ یعنی فرعون سے نرم بات کرو شاید وہ سمجھ جائے، یا ڈر جائے۔ ہر داعی حق کو یہ ہدایت پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔ فرعون جیسا سرکش کافر جس کی موت بھی علم الہی کے مطابق کفر پر ہونے والی تھی اس کی طرف بھی حق تعالیٰ جب اپنے داعی کو بھیجتے ہیں تو نرم گفتار کی ہدایت کے ساتھ بھیجتے ہیں آج ہم جن لوگوں کو دعوت دیتے ہیں وہ فرعون سے زیادہ گمراہ نہیں اور ہم میں سے کوئی حضرت موسیٰ و ہارون کے برابر داعی و ہادی نہیں تو جو حق تعالیٰ نے ان دونوں پیغمبروں کو نہیں دیا کہ وہ مخاطب سے سخت کلام کریں، ان پر فقرے کسیں، اس کی

تو بین کریں، وہ حق ہمیں کہاں سے حاصل ہو گیا۔

قرآن کریم انبیاء علیہم السلام کی دعوت و تبلیغ اور کفار کے مجادلات سے بھرا ہوا ہے، اس میں کہیں نظر نہیں آتا کہ کسی اللہ کے رسول نے حق کے خلاف ان پر طعنہ زنی کرنے والوں کے جواب میں کوئی ثقیل کلمہ بھی بولا ہو۔ رسول کریم ﷺ کو دعوت و تبلیغ اور وعظ و نصیحت میں اس کا بڑا لحاظ رہتا تھا کہ مخاطب پر تبلیغ بار نہ ہونے پائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسے عشاق رسول جن سے کسی وقت بھی اس کا احتمال نہیں تھا کہ وہ آپ کی باتیں سننے سے اکتا جائیں گے ان کے لیے بھی آپ کی عادت یہ تھی کہ وعظ و نصیحت روزانہ نہیں بلکہ ہفتہ کے بعض دنوں میں فرماتے تھے تاکہ لوگوں کے کاروبار کا حرج اور ان کی طبیعت پر بار نہ ہو۔ دوسروں کو بھی آپ یہی ہدایت فرماتے تھے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: یسروا ولا تعسروا بشر واولا تنفروا (صحیح بخاری) لوگوں پر آسانی کرو دشواری نہ پیدا کرو اور ان کو اللہ کی رحمت کی خوشخبری سناؤ مایوس یا متغیر نہ کرو۔

رسول اللہ ﷺ کو دعوت و تبلیغ کے کام میں اس کا بڑا اہتمام تھا کہ مخاطب کی سبکی یا رسوائی نہ ہو اسی لیے جب کسی شخص کو دیکھتے کہ کسی غلط اور برے کام میں مبتلا ہے تو اس کو براہ راست خطاب کرنے کی بجائے مجمع عام کو مخاطب کر کے فرماتے تھے: مایبال اقوام یفعلون کذا۔ لوگوں کو کیا ہو گیا کہ فلاں کام کرتے ہیں۔ اس عام خطاب میں جس کو سنانا مقصود ہوتا وہ بھی سن لیتا اور دل میں شرمندہ ہو کر اس کی فکر میں لگ جاتا تھا۔

انبیاء کرام علیہم السلام کی عادت یہی تھی کہ وہ مخاطب کو شرمندگی سے بچاتے تھے۔ بعض اوقات جو کام مخاطب سے ہوا اس کو اپنی طرف منسوب کر کے اصلاح کی کوشش فرماتے تھے چنانچہ سورہ یسین میں ہے: و مالی لا عبد الذی فطرنی یعنی مجھے کیا ہو گیا کہ میں اپنے پیدا کرنے والے کی عبادت نہ کروں۔ اب ظاہر ہے کہ یہ قاصد رسول تو ہر وقت عبادت میں مشغول تھے۔ سنانا اس مخاطب کو تھا جو عبادت میں مشغول نہیں ہے مگر اس کام کو اپنی طرف منسوب فرمایا۔

تعلیمات رسول اللہ ﷺ پر دھیان دیا جائے تو آپ ہر تعلیم و دعوت میں اسی طرح کے آداب و اصول ملیں گے۔ آج کل اول تو دعوت و اصلاح اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی طرف دھیان ہی نہیں رہا اور جو اس میں مشغول بھی ہیں انہوں نے صرف بحث و مباحثہ اور مخالف پر الزام تراشی، فقرے کسے اور اس کی تحقیر توہین کرنے کو دعوت و تبلیغ سمجھ لیا ہے، جو خلاف سنت ہونے کی وجہ سے کبھی مفید و موثر نہیں ہوتا۔ اس طرح تبلیغ کرنے والا سمجھتا ہے کہ میں نے اسلام کی بڑی خدمت کی حالانکہ حقیقت میں ایسا مبلغ لوگوں کو دین سے متنفر کرنے کا سبب بن رہا ہے۔ اس زمانہ میں دعوت و تبلیغ کا کام موثر نہ ہونے کے دو سبب ہیں:

ایک یہ کہ فساد زمانہ اور حرام چیزوں کی کثرت کے سبب عام طور پر لوگوں کے قلوب سخت اور آخرت سے غافل ہو گئے ہیں اور قبول حق کی توفیق کم ہو گئی ہے اور بعض تو اس قہر میں مبتلا ہیں جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے دی تھی کہ آخر زمانہ میں بہت سے لوگوں کے قلوب اوندھے ہو جائیں گے، بھلے برے کی پہچان اور جائز ناجائز کا امتیاز ان کے دل سے اٹھ جائے گا۔

اور دوسرا سبب یہ کہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دعوت حق کے فرائض سے غفلت عام ہو گئی ہے۔ عوام کا تو کیا ذکر خاص علماء و صلحاء میں اس ضرورت کا احساس بہت کم ہے، یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ اپنے اعمال درست کر لیا جائیں تو یہ کافی ہے، خواہ ان کی اولاد، بیوی، بھائی دوست احباب کیسے ہی گناہوں میں مبتلا رہیں ان کی اصلاح کی فکر گویا ان کے ذمہ ہی نہیں حالانکہ قرآن و حدیث کی نصوص صریحہ ہر شخص کے ذمہ اپنے اہل و عیال اور متعلقین کی اصلاح کو فرض قرار دے رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے: قُواْ اَنْفُسَكُمْ وَاٰهْلِيَكُمْ نَارًا۔ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔

اگر کچھ لوگ دعوت و اصلاح کے فریضہ کی طرف توجہ دیتے بھی ہیں تو وہ قرآنی تعلیمات اور دعوت پیغمبرانہ کے اصول و آداب سے ناواقف ہیں، بے سوچے سمجھے جس کو جس وقت جو چاہا کہہ ڈالا۔ اور یہ سمجھ بیٹھے کہ ہم نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے حالانکہ یہ طرز عمل

سنت انبیاء کرام کے خلاف ہونے کی وجہ سے لوگوں کو دین اور احکام دین پر عمل کرنے سے اور زیادہ دور پھینک دیتا ہے، خصوصاً جہاں کسی دوسرے پر تنقید کی نوبت آئے تو تنقید کا نام لے کر تنقیص اور استہزاء و تمسخر تک پہنچ جاتے ہیں۔

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”جس شخص کو کسی غلطی پر متنبہ کرنا ہے اگر تم نے تنہائی میں اس کو نرمی کے ساتھ سمجھایا تو یہ نصیحت ہے اور اگر اعلانیہ لوگوں کے سامنے اس کو رسوا کیا تو یہ فضیحت ہے۔“

آج کل تو ایک دوسرے کو عیوب کو اخباروں اشتہاروں کے ذریعہ منظر عام پر لانے کو دین کی خدمت سمجھ لیا گیا ہے جبکہ یہ انتہائی غلط طریقہ ہے اور اس پر آخرت میں مواخذہ کا سخت خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنے دین اور اس کی دعوت کی صحیح بصیرت و آداب کے مطابق خدمت کی توفیق عطا فرمائیں۔ (ماخذ معارف القرآن حضرت مفتی اعظم مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ تعالیٰ)

ضروری اعلان

عقیدہ ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں جن حضرات نے نمایاں خدمات سرانجام دیں ان حضرات کے تذکرہ پر مشتمل ایک مجموعہ بنام ”گلستان ختم نبوت کے گل ہائے رنگارنگ“ کی تیاری پیش نظر ہے۔ اس میں تمام مکاتب فکر کے علماء، مشائخ، سیاستدان، صحافی، قانون دان، جماعتوں کے رہنما اور کارکن سب کا تذکرہ شامل ہوگا۔ اس سلسلہ میں الحمد للہ! بہت سارا مواد جمع ہو گیا ہے۔ مزید محنت جاری ہے۔ اس اعلان کے ذریعہ ملک بھر کے اس سلسلہ میں دلچسپی رکھنے والے حضرات سے درخواست ہے کہ وہ اپنے اپنے علاقہ کی فوت شدہ شخصیات کی ختم نبوت کے تحفظ کے سلسلہ میں خدمات پر مختصر اور جامع نوٹ بمع تاریخ وفات کے ارسال فرمائیں۔ اس اعلان کے چھپنے کے بعد دو ہفتہ کے اندر اندر رجسٹرڈ ڈاک سے ذیل کے پتہ پر بھجوا دیا جائے۔ اختصار کو مد نظر رکھا جائے۔

(مولانا) اللہ وسایا

دفتر مرکزی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

مولانا منظور احمد نعمانی رحمہ اللہ تعالیٰ

درس حدیث

عن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من سره ان ينظر الى يوم القيامة كأنه رأى عين فليقرأ اذا الشمس كورت واذ السماء انفطرت واذ السماء انشقت۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کی یہ خوشی ہو یعنی جو یہ چاہے کہ قیامت کا منظر وہ اس طرح دیکھے کہ گویا سب کچھ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہے تو وہ قرآن مجید کی سورۃ اذا الشمس کورت واذ السماء انفطرت واذ السماء انشقت پڑھے۔

عن ابی ہریرۃ قال قرأ رسول الله صلى الله عليه وسلم هذه الآية يومئذ تحدث اخبارها قال اتدرون ما اخبارها قالوا الله ورسوله اعلم، قال فان اخبارها ان تشهد على كل عبد وامة بما عمل على ظهرها ان تقول عمل على كذا وكذا يوم كذا وكذا قال فهذه اخبارها۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سورۃ الزلزال کی یہ آیت تلاوت فرمائی یومئذ تحدث اخبارها (جس کا مطلب یہ ہے کہ قیامت کے دن زمین اپنی سب خبریں بیان کرے گی) پھر حاضرین سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ زمین کی خبریں کیا ہیں؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ہی کو زیادہ علم ہے۔ آپ نے فرمایا اس کی خبریں یہ ہیں کہ وہ ہر بندہ اور ہر بندی کے متعلق شہادت دے گی کہ اس نے فلاں دن میرے اوپر فلاں کام کیا تھا اور فلاں دن فلاں عمل کیا تھا، پس یہ ہیں زمین کی خبریں (جو قیامت کے دن وہ بیان کرے گی)۔

تشریح: گویا انسان جو عمل زمین کے جس حصے پر کرتا ہے زمین کا وہ حصہ اس کو محفوظ رکھتا

ہے، اور قیامت تک محفوظ رکھے گا اور اللہ کے سامنے اس کی شہادت ادا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس دن اور اس وقت کی رسوائیوں سے حفاظت فرمائے۔

اس قسم کی چیزوں پر یقین لانا ایمان والوں کے لیے تو پہلے بھی مشکل نہ تھا لیکن اب تو ریکاڈ وغیرہ کی ایجاد نے ان باتوں کا سمجھنا اور ان پر یقین کرنا سب کے لیے آسان کر دیا ہے، صدق اللہ عزوجل: سنریہم آیتنافی الآفاق وفی انفسہم۔

عن المقداد قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول تدنى الشمس يوم القيامة من الخلق حتى تكون منهم كمقدار ميل فيكون الناس على قدر اعمالهم فى العرق فمنهم من يكون الى كبعيه ومنهم من يكون الى ركبتيه ومنهم من يكون الى حقويه ومنهم من يلجمهم العرق الجاماواشار رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده الى فيه۔

حضرت مقداد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ارشاد فرماتے تھے: قیامت کے دن سورج مخلوق سے بہت قریب ہو جائے گا، یہاں تک کہ ان سے صرف ایک میل کے بقدر رہ جائے گا، اور (اس کی گرمی سے) لوگ بقدر اپنے اعمال کے پسینہ پسینہ ہو جائیں گے (یعنی جس کے اعمال جتنے برے ہوں گے، اسی قدر اس کو پسینہ زیادہ چھوٹے گا) پس بعض وہ ہوں گے جن کا پسینہ ان کے ٹخنوں تک آئے گا اور بعض کا پسینہ ان کے گھٹنوں تک ہوگا، اور بعض کا ان کے کولہوں کے اوپر تک (یعنی کمر تک) اور بعض وہ ہوں گے جن کا پسینہ ان کے منہ میں جا رہا ہوگا، اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے دہن مبارک کی طرف ہاتھ سے اشارہ کر کے دکھایا (کہ ان کا پسینہ یہاں تک پہنچ رہا ہوگا اور ان کے اس منہ میں جا رہا ہوگا)۔ (مسلم)

تشریح: قیامت اور آخرت میں پیش آنے والے ان واقعات کی جو واقعی نوعیت ہوگی اس کا اس دنیا میں صحیح تصور نہیں کیا جاسکتا، پورا انکشاف بس اسی وقت ہوگا جبکہ یہ حقائق سامنے آئیں گے۔

مرسلہ: بندہ محمد صدیق عفا اللہ عنہ

ملفوظات حکیم الامت رحمہ اللہ تعالیٰ

جمع و ترتیب: حضرت صوفی علی محمد قدس سرہ

- میں تو اہل علم کو ہمیشہ یہی وصیت کرتا ہوں کہ تم ہرگز لوگوں سے روپیہ کا سوال نہ کرو۔ خدا پر توکل کرو ان شاء اللہ یہ سب جھک مار کر تم کو خود لالا کر دیں گے۔
- میں نے اس مدرسہ میں یہ بھی رائے دی ہے جو قبول کر لی گئی کہ ایک نصاب ایسا بنایا جائے جس سے اردو فارسی میں لوگ دینیات حاصل کر سکیں اور میری رائے میں ہر مدرسہ کے اندر ایک ایسا نصاب ہونا چاہئے۔
- فقہ کا فن بہت دقیق ہے اسی لیے میں فقہ حنفی کے سوا کسی دوسرے مذہب کی فقہی کتاب طلباء کو پڑھانے کی جرأت نہیں کرتا۔
- الحمد للہ میرے دل میں کسی کی طرف سے کینہ کبھی نہیں ہوتا۔ ہاں دوستانہ شکایت کبھی پیدا ہو جاتی ہے وہ بھی قائم نہیں رہتی جلدی زائل ہو جاتی ہے۔
- آج کل طبیعتوں کو دیکھتے ہوئے یہ تجربہ ہے کہ شوق دلانے والے مضامین سے زیادہ نفع ہوتا ہے بہ نسبت خوف دلانے والے مضامین کے۔ اسی واسطے میں ترہیب کے مضامین زیادہ نہیں بیان کرتا ہوں۔ ترغیب کے مضامین زیادہ بیان کرتا ہوں۔
- میں کھانے پر اصرار کرنے کو بہت برا سمجھتا ہوں کسی کو بے بھوک کھانا نہ ہر دینا ہے لوگوں میں مرض ہے کہ اصرار کر کے کھلایا کرتے ہیں۔
- بدون تائید سلف کے میں قرآن کے ایک لفظ کی تفسیر بھی گوارہ نہیں کرتا کیونکہ تفسیر بالرائے سے ڈر لگتا ہے۔ ہاں نکات و لطائف بیان کرنے کا مضائقہ نہیں کیونکہ وہ تفسیر میں داخل نہیں بلکہ امر زائد کی تفسیر سے ہیں۔

زریریں وصایا

قطب الاقطاب مرشد عالم حضرت مولانا شاہ عبدالرحیم رائے پوری المتوفی ۱۹۱۹ء ۱۳۳۷ھ
(۱) اول یہ کہ دنیا ناپائیدار ہے، نہ یہاں کہ خوشی باقی رہتی ہے، نہ رنج اور غم باقی
رہتا ہے۔ یہاں سب مسافر ہیں، اپنے اپنے وقت پر سب کوچ کرنے والے ہیں، یہاں
کی سب چیزیں کھانا، کپڑا، زیور یا مکان، بھائی باپ، دولت یا آشنا یہیں چھوٹ جاتا ہے۔
ان میں سے کوئی ساتھ نہیں جاتا۔ قبر کے گڑھے میں جو اندھیرے اور تنہائی کا گھر ہے اکیلے
کو ڈال کر چلے آتے ہیں، جسم کو کیڑے کھا لیتے ہیں، پیٹ پھوٹ کر ایسی بدبو پھیلتی ہے کہ
اللہ تعالیٰ پناہ میں رکھے، فقط ایمان اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے کام وہاں کام آتے ہیں،
جس کا ایمان خراب ہو گیا وہ برباد اور تباہ ہو گیا، اس کا کہیں ٹھکانہ نہیں، سو ایمان کی حفاظت
بہت ضروری ہے، جن چیزوں سے ایمان جاتا رہتا ہے وہ دو ہیں: ایک شرک دوسرا کفر۔

شرک کا تو کتاب ”نصیحۃ المسلمین“ اور ”تقویۃ الایمان“ میں اچھی طرح سے
بیان ہے۔ اور کفر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ کے حکم کا انکار کرے، یا اس میں
شک کرے، سنت اور دین کی بات کو حقیر یا ذلیل جانے اور عیب لگائے، اور اگر کوئی دین کی
بات پر طعن کرتا ہو اس کی ہاں میں ہاں ملائے، ان سب باتوں سے آدمی کافر بن جاتا ہے،
اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کا دشمن ہو جاتا ہے اور بدعت سے ایمان خراب ہو جاتا ہے۔ اس
کا بیان بھی ان دو کتابوں میں اچھی طرح سے ہے۔

(۲) دوسرے یہ کہ نماز کی بہت حفاظت کرنی چاہئے۔ اول وقت پر ادا کرنی
چاہئے، کسی کام یا شرم دنیا کی وجہ سے نماز ضائع نہیں کرنی چاہئے، جو کوئی نماز کو جان کر
ترک کرتا ہے وہ کافر بننے کے نزدیک ہو جاتا ہے۔

(۳) تیسرے یہ کہ: جس روز سے اللہ صاحب نے تجھ کو زیور دیا ہے اس روز سے

جب ایک سال پورا ہوگا تو چالیسواں حصہ اس میں سے زکاۃ دینا تجھ پر فرض ہوگا، اور قربانی کرنا اور عید کا روز صدقہ وغیرہ کا دینا واجب ہے۔ جو زکاۃ نہیں دیتا اس کے مال کے پترے بنا کر دوزخ میں گرم کر کے اس کی پیشانی اور پسلیوں پر داغ دیا جائے گا۔

(۴) چوتھے یہ کہ: خاوند کی تابع داری اور خوش رکھنا اور حکم ماننا۔ ان باتوں سے جن میں اللہ اور رسول کی ناراضگی ہو بچتے رہنا۔ دل اور ظاہر میں خیر خواہی کرنا، کسی امر میں ناراض نہ کرنا، اگر قصور ہو جائے تو معاف کرانا، اور جہاں تک ہو سکے دین کی رغبت دلانا، اور ادب کے ساتھ نرمی سے نصیحت کرنا ضروری ہے۔

(۵) پانچویں یہ کہ: پانی پت والی (مراد حضرت راؤ تصدق حسین خان صاحب گمٹھلوی کی پہلی زوجہ ہیں) اور اس کی اولاد کے ساتھ تابع داری اور محبت کا برتاؤ کرنا کہ ان کے دل میں محبت اور راحت ہو، نہ یہ کہ ایسی بات کرے جس سے ان کو رنج پہنچے اور تجھ سے نفرت اور عداوت ہو، جہاں تک ہو سکے اپنے آپ کو ان کا خادم اور تابع دار سمجھنا، اور ان کی خیر خواہی کرنا، ہر بات میں ان کا ادب کرنا۔

(۶) چھٹے یہ کہ: اپنے کنبے والوں اور نزدیکوں اور قریبوں سے بہت محبت اور ادب سے برتاؤ کرنا کہ ان کے دل میں تیری محبت اور زبان پر تیری تعریف ہو اور اپنے آپ کو سب سے کم جاننا۔

ساتویں یہ کہ: ہر ایک آدمی سے نرم زبانی سے بولنا، خاکساری سے رہنا، ہر ایک کی خاطر تواضع کرنا، کسی کو سخت بات نہ کہنا، جو تجھ کو کوئی سخت بات کہے اس کو ویسا جواب نہ دینا۔ اپنے قصور کو قصور سمجھنا، دوسروں کے عیب نہ دیکھنا، کسی کی بات کسی سے نہ کہنا، کسی کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھنا، تکبر اور غرور نہ کرنا کیونکہ تکبر کرنے والا اللہ پاک کا دشمن ہوتا ہے۔

اور کتاب ”تنبیہ الغافلین“ اور ”اکسیر ہدایت“ مطالعہ میں رکھنا، جو کچھ ان میں

لکھا ہے اس پر عمل کرنا، قرآن شریف کی تلاوت ہمیشہ کرنا اور جو سورتیں جس جس وقت پڑھنی بتلائی ہیں ان کو ہرگز نہ چھوڑنا، جو کوئی مانگنے والا حاجت مند کچھ سوال کرے اپنے مقدور موافق ان کے ساتھ سلوک کرنا، مہمان کی خاطر داری اور تواضع کرنا اور اپنی مشکل اور حاجت میں اپنے رب ہی سے دعا اور عاجزی کرنا، کسی مخلوق سے امید نہ رکھنا۔

اب اللہ پاک تجھ کو اپنے حبیب پاک ﷺ کے صدقہ سے ان نصیحتوں پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، توفیق اسی کے اختیار میں ہے۔ (فقط واللہ اعلم بالصواب)

ایک اہم اعلان

ماہنامہ ”الحقانیہ“ ساہیوال سرگودھا استاذ العلماء حضرت مولانا صالح محمد قریشی قدس سرہ سابق استاذ الحدیث جامعہ معارف الشرعیہ ڈیرہ اسماعیل خان کے حالات زندگی پر اشاعت خاص کا اہتمام کر رہا ہے، اہل علم حضرات سے گزارش ہے کہ حضرت کے متعلق اپنے تاثرات قلم بند کر کے اولین فرصت میں ارسال فرمائیں۔ شکریہ

برائے رابطہ: دفتر ”ماہنامہ الحقانیہ“ جامعہ حقانیہ ساہیوال سرگودھا

048-6786999/0301-4843429/0336-7510521

E-mail: alhaqqania@yahoo.com

حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری زید مجدہ

آہ! حضرت مولانا مفتی وکیل احمد شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ

آہ! ہمارے نہایت شفیق و مہربان بزرگ، یادگار اسلاف مجلس صیانتہ المسلمین کے روح رواں، ماہنامہ ”الصیانتہ“ لاہور کے مدیر اعلیٰ اور جامعہ اشرفیہ لاہور کے استاذ الحدیث حضرت اقدس مولانا مفتی وکیل احمد شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ اس جہان فانی سے دارالبقاء کی طرف رحلت فرما گئے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

افسوس کہ یہ جانکاہ خبر ۱۷ جنوری ۲۰۱۶ء بمطابق ۶ ربیع الثانی ۱۴۳۷ھ بروز اتوار کی صبح لاہور سے قاری رفیق الرحمن نے مجھے فون پر دی کہ آج صبح ۶ بجے سلسلہ اشرفیہ امدادیہ کے درخشندہ ستارے ہمارے مخدوم و مکرم ہمیں چھوڑ گئے ہیں، یہ خبر کیا تھی بجلی بن کر گری اندھیرا سا چھا گیا اور حضرت اقدس رحمہ اللہ کی زندگی کے نقوش آنکھوں کے سامنے آ گئے، ان کی خدمات اور ان کے اوصاف اور اخلاق مثالی تھے، ان کی محبت و شفقت ہمیشہ یاد رہے گی، وہ سلف صالحین کا نمونہ، سادگی اور تواضع کا پیکر تھے، حق تعالیٰ ان کی بال بال مغفرت فرمائیں اور ان کی خدمات کو قبول فرمائیں، آمین۔

آپ حضرت مولانا حافظ جلیل احمد شیروانی رحمہ اللہ تعالیٰ کے صاحبزادے تھے، جو حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس اللہ سرہ کے ارشد خلفاء میں سے تھے، آپ ایک رئیس خاندان کے چشم و چراغ تھے جو علی گڑھ میں مقیم رہے تھے، آپ کو بچپن ہی سے حضرت حکیم الامت تھانوی کی صحبت میسر آئی اور تعلیم و تربیت کی ابتداء بھی خانقاہ اشرفیہ امدادیہ تھانہ بھون کے مدرسہ اشرفیہ ہی سے ہوئی، کیونکہ آپ کے والد محترم حضرت مولانا جلیل احمد شیروانی رحمہ اللہ اپنے وطن کو چھوڑ کر خانقاہ تھانہ بھون میں مستقل رہائش پذیر ہو گئے تھے، تاکہ حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے قریب رہ کر

زیادہ سے زیادہ استفادہ کیا جاسکے۔

قیام پاکستان کے بعد آپ کے والد محترم ہجرت کر کے لاہور تشریف لائے اور حضرت اقدس مفتی محمد حسن رحمہ اللہ بانی جامعہ اشرفیہ کی خصوصی دعوت پر جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد کی بالائی منزل پر قیام فرمایا تو آپ نے جامعہ اشرفیہ ہی میں تعلیم کا آغاز کیا اور مکمل درس نظامی کی کتب پڑھ کر دستار فضیلت حاصل کی، آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسری، حضرت شیخ النفسیر والحدیث مولانا محمد ادریس کاندھلوی، حضرت مولانا رسول خان ہزاروی، اور حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی رحمہم اللہ تعالیٰ قابل ذکر ہیں۔

فراغت تعلیم کے بعد آپ نے جامعہ اشرفیہ لاہور ہی سے درس و تدریس کا آغاز کیا، اور مختلف علوم و فنون کی کتب زیر درس رہیں، کچھ عرصہ بعد حضرت مولانا مفتی جمیل احمد تھانوی کی صدارت افتاء کے زمانہ میں آپ نائب مفتی کے عہدہ پر فائز ہوئے اور کئی سال تک تدریس حدیث کے ساتھ ساتھ خدمت افتاء بھی سرانجام دیتے رہے اور پھر جب تک صحت رہی آپ جامعہ اشرفیہ ہی میں استاذ الحدیث کے منصب پر فائز رہ کر تدریسی و عملی خدمات میں مصروف رہے، درس و تدریس کے ساتھ ساتھ مجلس صیانتہ المسلمین پاکستان کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت اور روح رواں رہے جو حکیم الامت حضرت تھانوی کی قائم کردہ جماعت ہے۔

مجلس صیانتہ المسلمین پاکستان کے ناظم اعلیٰ مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہ اور مولانا مفتی وکیل احمد شیروانی دراصل مجلس کے روح رواں تھے، انہی حضرات کی سعی و کوششوں سے الحمد للہ مجلس صیانتہ المسلمین کی شاخیں ملک بھر میں پھیلی ہوئی ہیں اور دینی تبلیغی و اصلاحی اجتماعات منعقد ہوتے رہتے ہیں۔ آج بھی حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی رحمہ اللہ کی انتھک و محنت و سعی کی بدولت پاکستان بھر کے دینی مدارس کے ارباب علم و تقویٰ مجلس کے ارکان شوریٰ ہیں اور حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے متوسلین و متعلقین

ہزاروں کی تعداد میں مجلس صیانتہ المسلمین سے وابستہ ہیں، جامعہ اشرفیہ لاہور، جامعہ دارالعلوم کراچی، جامعہ خیر المدارس ملتان، جامعہ امدادیہ فیصل آباد، جامعہ امدادیہ پشاور، جامعہ اشرفیہ سکھر، جامعہ احتشامیہ کراچی، اور جامعہ اشرف المدارس کراچی اور دیگر سینکڑوں مدارس حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے قائم کردہ ہیں اور ان کے مہتممین و منتظمین اساتذہ و شیوخ سب مجلس سے وابستہ رہے ہیں، یہ سب حضرت مولانا وکیل احمد شیروانی کی سعی و کاوش کا ثمرہ ہے۔

آپ بچپن ہی میں حضرت حکیم الامت تھانوی کے سلسلہ روحانی سے وابستہ ہو گئے تھے اور پھر اپنے والد ماجد مولانا جلیل احمد شیروانی، مفتی محمد حسن امرتسری اور حضرت مولانا مسیح اللہ خان شیروانی سے باقاعدہ اصلاح و تربیت حاصل کی، آپ حضرت مولانا مسیح اللہ شیروانی رحمہ اللہ کے خواہر زادہ ہونے کے ساتھ ساتھ مجاز بیعت بھی تھے۔ اور آپ نے پوری زندگی حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے سلسلہ عالیہ اشرفیہ سے وابستگی رکھی، اور انہی کے مسلک و مشرب پر بڑی سختی و پابندی کے ساتھ عمل پیرا رہے اور تبلیغی و اصلاحی خدمات میں مصروف رہے۔

الغرض! آپ زندگی بھر تبلیغ و اصلاح، درس و تدریس تصنیف و تالیف میں مصروف رہے، اور حضرت حکیم الامت تھانوی کی تعلیمات و ہدایات و ارشادات کے مطابق مجلس صیانتہ المسلمین کی ترقی و توسیع کے لیے کوشاں رہے، اور سلسلہ تھانوی کو چار چاند لگاتے رہے، آپ نے حضرت حکیم الامت کی تعلیمات کو عام کرنے کے لیے ہر طرح سے کام کیا، ان کی تعلیمات و اصلاحات کی اشاعت کی اور متعدد کتب و رسائل بھی تالیف و ترتیب دے کر شائع کیے: اشرف المقالات، تذکرہ حسن، ذکر جلیل، ذکر مسیح الامت اور دیگر متعدد تصانیف مرتب کیں۔

مجلس صیانتہ المسلمین کی طرف سے باقاعدہ ایک شاندار دینی رسالہ ماہنامہ

”الصیانہ“ لاہور جاری کیا، جو مجلس صیانہ المسلمین کا ترجمان کہلاتا ہے۔ آپ نے ماہنامہ ”الصیانہ“ کے ذریعہ دراصل مجلس کو زندہ و جاوید بنا دیا ہے یہ ماہنامہ ایک عالمی رسالہ کی حیثیت اختیار کر گیا ہے، جس نے حضرت حکیم الامت کے علوم و معارف کو عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور یہ سب کام بڑی جانفشانی سے حضرت مولانا وکیل احمد صاحب رحمہ اللہ سرانجام دیتے رہے، ان کی دینی، علمی، تبلیغی، تدریسی، تصنیفی و تالیفی اور اصلاحی خدمات کا احاطہ کرنا بہت مشکل ہے۔

جامعہ صیانہ العلوم لاہور بھی آپ کا عظیم صدقہ جاریہ ہے اور مجلس صیانہ المسلمین اور ماہنامہ ”الصیانہ“ کا اجراء آپ کے لیے ہمیشہ صدقہ جاریہ رہیں گے، انشاء اللہ تعالیٰ۔

آپ بظاہر ہم سے جدا ہو گئے ہیں، مگر آپ کے عظیم الشان کارنامے یادگار ہیں گے۔ آپ نے جامعہ اشرفیہ لاہور ہی میں تعلیم پائی، پوری زندگی جامعہ اشرفیہ میں دینی و علمی خدمات میں مصروف رہے اور آخر جامعہ اشرفیہ ہی میں ہزاروں عقیدت مندوں نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی، شیخ الحدیث ولی کامل حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہم نے نماز جنازہ پڑھائی اور لاہور ہی کے قبرستان میں اپنے والد ماجد کے قریب تدفین عمل میں آئی، جہاں اکابر علماء و مشائخ محو آرام ہیں، آپ بھی ان کے ساتھ قریب جا کر محو آرام ہو گئے، حق تعالیٰ درجات بلند فرمائے، آمین۔

آسمان تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزہ نورستہ ترے گھر کی نگہبانی کرے

فقیہ العصر مفتی سید عبدالشکور ترمذی قدس سرہ

اصلاحی مکاتیب (قسط ۶)

حال: اگرچہ آیت کریمہ ان اللہ هو الرزاق الخ کے معانی معلوم ہیں لیکن ان معانی کا قلب پر استیلا نہیں۔

ارشاد: اس کے یہی معنی ہیں۔

در توکل می کنی در کار کن کسب کن تکیہ بر جبار کن

حال: بندہ کو حضرت والا دامت مکارمہ کے فیوض و برکات سے وافر حظ عطا فرمائیں آمین۔

ارشاد: احقر کے کیا فیوض و برکات ہیں البتہ اکابر کے فیوض و برکات کا وسیلہ ہو سکتا ہے۔

حال: حضرت والا کا احسان ہے کہ اس بے نوا کو اصلاح کیلئے قبول فرمایا۔

ارشاد: یہ دونوں کیلئے باعث محبت اور دینی نفع حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

حال: مشیت خاک کیلئے اس سے بڑی کیا خوشی ہوگی کہ اس کا تعلق کسی نوری خدا والے سے ہو جائے۔

آنانکہ خاک را بنظر کیما کنند آیا بود کہ گوشہ چشمی بمانند

ارشاد: یہ محبت ناشی ہے ورنہ اس ذرہ بے مقدار کے پاس کچھ نہیں اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اہل نظر کی نظر سے احقر کے عیوب مخفی رہتے ہیں اور وہ حسن ظن رکھتے ہیں۔

حال: آجکل اس ضعیف پر تیزی سے بڑھاپا آ رہا ہے، گھٹنوں میں درد رہتا ہے۔

ارشاد: بڑھاپا بھی ایک طرح سے جلب رحمت کا سبب ہے اس میں ضعف ہوتا ہے اور ضعف

سبب جلب رحمت ہے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا و شبیه“ اس کی تشریح میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانیؒ نے فرمایا کہ ”حق تعالیٰ شانہ کی عجیب قدرت ہے اول بچہ کمزور پیدا ہوتا ہے اس سے یہ

حکمت ہے کہ اگر اول ہی سے مضبوط اور قوی ہوتا تو ماں کے پیٹ سے پیدائہ ہو سکتا پھر جوانی کے بعد کمزوری پیدا ہوتی ہے اس میں رازیہ ہے کہ روح نکلنے میں تکلیف ہوتی ہے اس لئے موت سے پہلے بڑھاپا آتا ہے کہ روح نکلنے میں سہولت ہو اور جبکہ بڑھاپے میں بھی روح نکلنے میں سخت تکلیف ہوتی ہے یہ محض اظہار قدرت ہے کہ حق تعالیٰ شانہ ضعف میں بھی خروج روح سے تکلیف پہنچا سکتے ہیں، تو یہ بڑھاپا باعث رحمت ہے بوڑھوں کی دنیا میں بھی رعایت کی جاتی ہے ان کی راحت و آرام کا خیال رکھا جاتا ہے، اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ رحمت کا برتاؤ فرمائیں گے۔

حال: یہ ضعیف کم ہمتی کا شکار ہے دنیا کے کاموں میں بھی اور دین کے کاموں میں بھی۔

ارشاد: یہی اعتراف عجز ان شاء اللہ باعث رحمت خداوندی ہوگا۔

حال: دین کے کاموں میں جلد بازی سے سوائے نماز روزے کے کوئی کوئی نفلی کام نہیں کیا جاتا نہ کبھی ذکر کیا جاتا ہے نہ کبھی نفلی نماز، اشراق، چاشت، اوابین کی پڑھی جاتی ہے نہ کبھی کوئی نفل روزہ رکھا جاتا ہے محض فرض و واجب کی توفیق اللہ تعالیٰ نے عطا فرما رکھی ہے۔ فالحمد للہ علی ذلک

ارشاد: پانچ نمازوں کے بعد تسبیح فاطمہ پر دوام ذکر کے قائم مقام ہو سکتا ہے اور سنت مؤکدہ کے بعد نوافل دوسری نفلی نماز کا بدل ایسی حالت میں ہو سکتے ہیں، خصوصاً حالت صحت کے اشراق وغیرہ کا ثواب حالت مرض میں بغیر عمل کے ہی ملنے کا وعدہ کیا گیا ہے اس دربار میں مایوسی نہیں اور نہ ہی ناکامی ہے ہر حالت میں کامیابی اور کامرانی حاصل ہے، بے فکر رہیں۔

حال: بندہ سوچتا ہے کہ عنقریب اس ناپاک کے وجود سے یہ زمین پاک ہو جائے گی۔

ارشاد: اس کا استحضار سبب ترقی درجات ہے یہ حالت عمدہ حالات میں شمار ہوتی ہے۔

حال: حضرت والاعمت فیوضہ نے تحریر فرمایا ہے ”دینی اور دنیوی نعمتوں کے حصول کی کوشش اور حصول پر شکر ادا کرنا چاہئے“ بندہ کا خیال تھا کہ دنیا اور اس کی کوشش کے ساتھ از دراً چاہئے لیکن حضرت والاعمت فیضہ کے تحریر فرمانے سے پتہ چلا کہ دنیوی نعمتوں کے حصول کی کوشش بھی امر حسن ہے۔

ارشاد: نعماء دنیا نعماء جنت کا نمونہ ہیں صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے ”لتکونانمودجا لحریر الجنة“ دنیا کی حریر میں سے معمولی ٹکڑا مرد کو استعمال کرنے کی اجازت کی حکمت یہ ہے کہ جنت کی حریر کا نمونہ ہو جائے تو نعماء دنیا کو نعماء آخرت کا نمونہ سمجھ کر استعمال کرنا چاہئے اس اعتبار سے یہ نعماء بھی قابل حصول اور لائق تشکر ہیں۔

حال: بچی کا چھوٹا لڑکا پڑوسیوں کے گھر میں پتھر پھینک رہا تھا بچی نے اسے منع کیا اس منع کرنے پر بچی کے خاوند نے اس بچی کے منہ پر ایک زوردار چپت جڑدی بچی کی مار سے بندہ کا دل بہت دکھتا ہے۔

ارشاد: دکھنا چاہئے یہ طبعی بات ہے، خاوند کی زیادتی ہے مگر آیت ”لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا“ پر توجہ مرکوز رہے تو طبعی اثر میں شدت نہیں رہے گی۔

حال: بندہ کا جی چاہتا ہے کہ حضرت تھانوی قدس سرہ کی تالیفات میں سے قصداً سبیل اور تبلیغ دین پڑھے۔

ارشاد: بہت ضروری مفید کتابیں ہیں ان کو حرز جاں بنانا چاہئے، اصلاح باطن کیلئے کیمیا کا حکم رکھتی ہیں، حضرت حکیم الامت نے فرمایا ”میں نے ساری عمر کا تجربہ اس میں لکھ دیا ہے“ واللہ الموفق والمعین وهو یصلح اعمالنا وبالنا۔

حال: بندہ دینی کتابیں پڑھنے میں بہت کم وقت صرف کرتا ہے اس میں بہت تقصیر ہے، ندامت بھی ہے۔

ارشاد: یہ تو بہت خوش آئند ہے۔

حال: بس وہی حال ہے کہ ایک شخص کا کتا بھوک سے مر رہا تھا وہ شخص غم سے رو رہا تھا پاس ہی روٹی کی بھری ٹوکری رکھی تھی لیکن اسے سستی اتنی تھی کہ روٹی نکال کر کتے کو نہیں دے رہا تھا بس یہی حال اس پر کسل کا ہے۔

ارشاد: مگر اس کو اپنے اس عمل پر ندامت کہاں تھی؟ ہذا هو الفرق بین حاله و حالکم

فافهم ولا تكسل وكن من الشاكرين۔

حال: یہ ضعیف بعض قلبی میلانات مثل حرص اموال، حسن پسندی، رغبت الی النساء، خوف موت وعدم توکل بصورت انقطاع رزق وغیرہ پر خود کو ملامت کرتا رہتا ہے۔

ارشاد: یہ ملامت بھی علاج کا جز ہے، باقی طبعی میلان میں جب تک قصد کا دخل نہ ہو احداث یا ابقا میں زیادہ فکر کی بات نہیں گو قابل اصلاح ہے مگر قابل مواخذہ نہیں لعدم دخل القصد فيه وعدم التوکل بمعنی ترك الاسباب لا يؤخذ عليه لانه ليس مأمور به بل ترك الاسباب العادية منهي عنه بمن لا يملك نفسه عليه۔

حال: طبیعت میں وہ صفا نہیں آتی جس سے اس دنیائے دوں کی کششوں کی طرف التفات نہ رہے۔

ارشاد: پھر تو آدمی فرشتہ بن جائے ویبطل مصلحة تخليق الانسان۔

حال: مشغولیت اعمال دنیا کے سبب نوافل و ذکر بھی بہت کم کیا جاتا ہے، مالک کا شکر ہے کہ استغفار کی توفیق دے رکھی ہے۔

ارشاد: بس آگ کا دفاع استغفار کے پانی سے ہو جاتا ہے قابل شکر حالت ہے۔

حال: بندہ یوں سمجھتا ہے کہ جیسے نعوذ باللہ من الائم گناہ ایک فعل ہے اسی طرح استغفار ایک فعل ہے جس کی تاثیر گناہ کو مٹا دینا ہے۔

ارشاد: ٹھیک ہے مگر استغفار کی امید پر اقدام گناہ پر ایسا ہی ہے جیسا کہ حاکم کی مہربانی پر بھروسہ کر کے اقدام جرم پر، ولا یختارہ عاقل ولا یفعله احد۔

حال: ہمارے خاندان کا دستور ہے کہ جب بچی بالغ ہو جاتی ہے تو وہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ کے کسی بزرگ سے اپنا اصلاحی تعلق قائم کر لیتی ہے، میں نے اس بارہ میں استخارہ کیا ہے اور میرا قلبی رجحان آپ سے اصلاحی تعلق کا ہے ازاراہ کرم مجھے اجازت عطا فرمادیں کہ میں اپنے حالات آپ کی خدمت میں لکھ بھیجا کروں۔

ارشاد: اجازت ہے نفع اللہ لکم علی حسن ظنکم بی ویوفقنی وایاکم لمایحب ویرضی ویفید فی اصلاح الظاهر والباطن۔ مطالعة المواعظ والملفوظات لحضرة حکیم الامت التھانوی رحمۃ اللہ علیہ خصوصاً تسہیل قصد السبیل وتعلیم الدین والتشرف بمعرفة احادیث التصوف وامثاله وهو الموفق والمعین وبہ نستعین۔

حال: مدرسہ کے واجبات پورے کر کے سارا دن قصے کہانیاں پڑھتی رہتی ہوں۔

ارشاد: اس کے بجائے قصص الاکابر لخص الا صاغر حضرت التھانوی کا مطالعہ کریں۔

حال: قصے پڑھنے سے ہمیں ادبی زبان آگئی ہے جو کہ الحمد للہ ایک طرح کا علمی سبب ہے۔

ارشاد: بس اب ان کی ضرورت نہیں رہی مقصد حاصل ہو گیا۔

حال: چونکہ الحمد للہ ہمارے گھر ریڈیو، ٹی وی وغیرہ نہیں ہے اور بلا ضرورت گھر سے باہر بھی نہیں

جاتے، بفضلہ تعالیٰ شرعی پردہ کرتے ہیں یعنی خالوں وغیرہ کے لڑکوں کے سامنے نہیں آتے۔

ارشاد: قابل شکر ہے۔

حال: اس لئے ہمارے پاس وقت گزارنے کیلئے یہی قصے ہی ہیں۔

ارشاد: حکایات صحابہ رضی اللہ عنہم پڑھا کریں، حیاة الصحابة رضی اللہ عنہم لمولانا محمد یوسف

عربی زبان میں ہے اس کو پڑھیں۔

حال: مجھے اصلاحی خطوط لکھنے میں بڑی سستی ہوتی ہے کیونکہ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ

کیا لکھوں۔

ارشاد: یہی لکھ دیا کرو کہ سمجھ میں نہیں آتا کیا لکھوں، اس سے تعلق قائم رہتا ہے اور پھر سمجھ

میں بھی آنے لگتا ہے۔

حال: کیف الطريق الی الخلاص من سيطرة حب الدنيا علی القلب اذانی

فی الصلوة تراودنی وساوس کثیرہ (ترجمہ) حب دنیا سے چھٹکارے کا کیا طریقہ ہے

اور یہ کہ دوران نماز وساوس کثرت سے آتے ہیں۔

ارشاد: علاج حب الدنيا استحضار فنائها وبقاء الآخرة، وكثرة الوسوس لا يضر اذا لم تكن عملاً وقصداً لان الانسان لا يكلف الا بما في وسعه۔

ترجمہ از مرتب: حب دنیا سے چھٹکارے کا علاج فناء دنیا اور بقاء آخرت کا استحضار ہے، باقی کثرت وسوس مضر نہیں جبکہ قصداً ان کو نہ لاجائے، قصداً سوچنا مضر ہے، بلا قصد جو وسوسہ دل میں آئے وہ اختیاری نہیں ہے اور غیر اختیاری کا انسان مکلف نہیں ہے۔
حال: مجھے صاف اور اچھے کپڑے پہننا اچھا لگتا ہے۔

ارشاد: لا حرج فيه ان كان لا على وجه التكبر كوني مضائقه ليس بشرطيكه تكبره هو۔
حال: مجھے وسوس آتے ہیں اس کا علاج کیا ہے۔
ارشاد: لا حول ولا قوة کا ورد زیادہ رکھیں۔

حال: انسان کیسے اللہ تعالیٰ کی عبادت پر مداومت رکھے۔
ارشاد: ہمت اور دعا تو فیق سے۔
حال: جب ذکر اللہ کرتی ہوں تو کچھ صفاء القلب محسوس کرتی ہوں۔
ارشاد: یہ ذکر اللہ کی برکت ہے۔

حال: لیکن جب دنیاوی کاموں میں مشغول ہوتی ہوں تو وہ صفاء زائل ہو جاتا ہے۔
ارشاد: زائل نہیں ہوتا دب جاتا ہے محسوس نہیں ہوتا۔
حال: مجھے غصہ جلدی آ جاتا ہے اس کا علاج کیا ہے۔
ارشاد: اعوذ باللہ کی کثرت۔

حال: کیا جو آیات قرآنیہ یاد کی ہیں انہیں یاد رکھنا واجب ہے اور بھولنا گناہ ہے۔
ارشاد: خود بخود بھولنا گناہ نہیں ہے کہ بے اختیاری ہے البتہ یاد رکھنے کا اہتمام کرنا ضروری ہے
حال: مجھے زیادہ ذکر الموت نہیں آتا دعا فرمائیں کہ ذکر الموت میرے قلب میں راسخ ہو جائے۔
ارشاد: كل نفس ذائقة الموت اور اينما تكونوا يدرككم الموت ولو كنتم في

بروج مشیدہ جیسی آیات جن میں موت کا تذکرہ ہے ان پر توجہ رہے ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے ورد سے رسوخ فی القلب حاصل ہو جائے گا۔

حال: میرے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے صراط مستقیم پر قائم رکھیں اور میری اصلاح کامل فرمائیں اور ہر قسم کے شروفتن سے بچائیں اور بغیر حساب کے جتنے افراد میں داخل فرمائیں۔
 ارشاد: دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ صراط مستقیم پر قائم رکھیں نماز میں اہدنا الصراط المستقیم بہت زیادہ توجہ سے پڑھا کریں اور ولا تکلنی الی نفسی طرفۃ عین کا ورد بھی رکھیں بغیر تعداد۔
 اللہ تعالیٰ ہر قسم کے شروفتن سے محفوظ رکھیں آمین اللہم ادخلنا جنة الفردوس بغیر حساب۔

حال: فی الاجازۃ تضيع كثير من الاوقات فی الفضول، وفي الاشتغال احياناً قد اترك بعض الاوراد والادعية فهل فی ذالك نقص الايمان۔

ارشاد: لانقص فی الاشتغال احياناً بعض الاوراد والادعية۔

حال: يغنى احياناً التفكير في حالى وكثرة تفريطى وغفلتى، فاعزم على اصلاح النفس فماتلبث نفسى ان تسوف بالمجاهدة۔

ارشاد: فهذا انعم والتفكر في الحال يصلح حالك وبارك ان شاء الله ويكون سبباً لاصلاح النفس والقلب۔

حال: ارى قلبى فى الصلوة غافلاً وملبثاً بالوساوس واجدنى وقد ملت المتاع الدنيا واذا حاولت رد نفسى وجدت ذالك عسيراً۔

ارشاد: فاذكرى آية فويل للمصلين الذين هم عن صلواتهم ساهون وغيرهم ان الآيات مثلاً وما هذه الحيوۃ الدنيا الا لهو ولعب وان الدار الآخرة لهى الحيوان لو كانوا يعلمون وممتاع الحيوۃ الدنيا الا قليل۔

حال: هل الوحدة خير فى المدرسة ام مصاحبة من به خير؟۔

ارشاد: المجلس الصالح خير من الوحدة والوحدة خير من المجلس السوء۔ جاری....

انتخاب: سید عبدالواسع ترمذی

داستانِ سفرِ حریمِ شریفین (قسط ۱)

زادہما للہ تعالیٰ شرفاً و تعظیماً و تکریماً
مشاہدات و جذبات اور حج نبوی کی ایک جھلک

لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك

ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك

سرزمینِ مکہ مکرمہ

رسول اللہ ﷺ نے سرزمینِ مکہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا ”تو مجھے ہر شہر سے زیادہ پسند اور محبوب ہے، اگر میری قوم کے لوگوں نے مجھے یہاں سے نہ نکالا ہوتا تو یہاں کے علاوہ کسی دوسری جگہ سکونت اختیار نہ کرتا۔“

یہ غالباً اس وقت کی بات ہے جب نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرما رہے تھے۔ ایک دوسرے مبارک موقع پر یہ ارشاد فرمایا ”کوئی شہر ایسا نہیں جہاں دجال نہ پہنچے۔ سوائے مکہ اور مدینہ کے، ان کے ہر راستے پر فرشتے صف بستہ کھڑے ہو کر ان کی حفاظت کر رہے ہوں گے۔“

اور سب سے پہلے مکان جو لوگوں کی عبادت کے لیے مقرر کیا گیا، وہ یہی مکان ہے جو مکہ میں ہے۔ جو مبارک ہے اور لوگوں کے لیے موجبِ ہدایت ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے محترم جناب ڈاکٹر عبدالشکور عظیم حفظہ اللہ تعالیٰ کو حج جیسی عظیم سعادت سے نوازا۔ ڈاکٹر صاحب نے سفر حج کے مشاہدات کو اپنی کتاب ”جسے چاہا درپہ بلا لیا“ میں ایک حسین پیرایہ میں تحریر کیا ہے۔ جس سے حریمِ شریفین کے

ساتھ ڈاکٹر صاحب کی عقیدت و احترام کا اظہار اور ان کے دلی جذبات کی عکاسی ہوتی ہے۔
ذیل میں انہیں مشاہدات کا تجزیاتی مطالعہ پیش کیا جا رہا ہے:

آغاز سفر

جناب محترم ڈاکٹر صاحب نے سفر مکہ کے آغاز کی منظر کشی کچھ یوں کی ہے:

”بس مکہ مکرمہ کے لیے روانہ ہوئی تو ماحول لبیک اللہم لبیک کے ترانوں سے
گوںج اٹھا۔ عجیب مجذوبانہ کیفیت تھی۔ پاؤں میں قینچی چیل، جسم پر دو کفن کی طرح لیر کترن،
بال بکھرے ہوئے، چہرے زرد، ہونٹ سوکھے ہوئے، زبان پر اپنے خالق اور مالک کی
حمد و ثنا اور اپنے رہبر و رہنما ﷺ کے لیے صلاۃ و سلام کا ہدیہ تھا۔ خواتین کے ٹولے کے ٹولے
سفید اجلے ہوئے دوپٹوں میں ملبوس جنت کے باسی دکھائی دیتی تھیں، کچھ ننھے بچے احرام
پہنے اپنے والدین کے کندھوں پر سوار بڑوں کی دیکھا دیکھی اپنی توتلی زبان سے لبیک لبیک
کے نغمے گارہے تھے۔ نہایت ضعیف بوڑھے، بوڑھیاں اور معذور حضرات وہیل چیئر پر دعا
کے لیے ہاتھ اٹھاتے تو بے ساختہ اللہ پاک کی رحمت کی برسات دکھائی دیتی، اسی حالت
میں حضرت نبی کریم ﷺ کا آبائی علاقہ مکہ مکرمہ شروع ہو گیا“۔ (ص ۳۷)

مسنون عمرہ کی ترتیب

عمرہ کی مختصر ترتیب یہ ہے کہ غسل کر کے دو بغیر سلی سفید چادریں اوڑھ کر دو نفل ادا
کریں۔ پھر نیت کریں:

اللهم انی ارید العمرة فیسرہ لی و تقبلہ منی۔

(ترجمہ) ”اے اللہ پاک میں عمرہ کی نیت سے احرام باندھتا ہوں، اس کو میرے
لیے آسان فرما اور قبول فرما“۔
اس کے بعد تلبیہ یعنی:

لبيك اللهم لبيك لبيك لا شريك لك لبيك

ان الحمد والنعمة لك والملك لا شريك لك۔ پڑھیں۔

(ترجمہ) یا اللہ میں حاضر ہوں، یا اللہ میں حاضر ہوں، یا اللہ میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں، یا اللہ میں حاضر ہوں، تمام نعرے تیرے ہی لیے ہیں، اور تیرے ہی بادشاہی ہے، آپ کا کوئی شریک نہیں۔

اس کے بعد احرام کی پابندیاں لاگو ہو جاتی ہیں۔ جن میں بننا سنورنا، خوشبو لگانا، بال توڑنا، ناخن تراشنا اور کسی قسم کا ناشائستہ کام کرنا وغیرہ منع ہیں۔

اب حرم شریف پہنچ کر بیت اللہ کا طواف کریں اور شروع کرنے سے پہلے طواف کی نیت کریں اور سنت طیبہ کے مطابق بیت اللہ کے گرد سات چکر مکمل کریں۔ اس کے بعد دو رکعت واجب الطواف ادا کرنے کے بعد زمزم سے سیراب ہوں۔ تازہ دم ہو کر سعی کے لیے صفا پہاڑی پر حاضر ہوں، اس کے قریب ہی جبل بقیع و ہی پہاڑی ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت نبی کریم ﷺ نے اپنے رشتہ داروں اور اہل مکہ کو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی طرف دعوت دی تھی اور ابولہب نے حضرت نبی کریم ﷺ کو کنکریاں ماری تھیں، جس پر حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے سورہ لہب نازل ہوئی۔

صفا اور مروہ

صفا اور مروہ وہی دو پہاڑیاں ہیں کہ جن پر حضرت اماں ہاجرہ علیہا السلام نے اپنے لخت جگر اسماعیل علیہ السلام کے لیے پانی کی تلاش میں دوڑی تھیں۔ اللہ پاک کو اماں ہاجرہ کی یہ بے تابانہ ادائیسی پسند آئی کہ اسے حج اور عمرہ کا حصہ بنا دیا اور قرآن کریم میں فرمایا:

ان الصفا والمروة من شعائر الله (صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں)۔

اب یہ دونوں پہاڑیاں صحن حرم میں شامل ہو گئی ہیں۔ اس کے درمیان بھی سات چکر مکمل کریں۔ دونوں پہاڑیوں پر اللہ کی حمد و ثنا اور دعائیں کی جاتی ہیں۔ یہ بھی دعا کی قبولیت کے مقام ہیں، مروہ پر ساتواں چکر مکمل ہونے کے بعد سر منڈایا جاتا ہے اور خواتین

انگی کے ایک پورے کے برابر اپنے بال کاٹتی ہیں۔ اب یہ عمرہ مکمل ہوا اور احرام کی پابندیاں ختم۔ چادریں اتار کر سلے ہوئے کپڑے پہنیں اور اللہ پاک کی حمد و تعریف کریں اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ و سلام پڑھیں۔ اور روزانہ طواف کریں۔

زیارت بیت اللہ

بیت اللہ شریف پر نظر جما کر دیکھتے رہیں۔ یہ ایسی عبادت ہے جو دنیا میں اور کہیں ادا نہیں ہو سکتی۔ اور پہلی نظر میں جو بھی دعا مانگیں وہ اللہ پاک قبول فرماتے ہیں۔

بیت اللہ کی زیارت کے وقت جو کیفیت حاصل ہوتی ہے وہ بیان نہیں کی جاسکتی، تاہم محترم ڈاکٹر صاحب نے اس کیفیت کو بیان کرنے کی یوں کوشش کی ہے۔ وہ رقم طراز ہیں:

”دل کی دھڑکنیں جیسے منجمد ہو گئیں، زبان نے ساتھ چھوڑ دیا، زبان سے فقط یہی نکلا اللہ اکبر، اللہ اکبر، اللہ اکبر، نجانے کتنے لمحے گزرے، کتنی ساعتیں بیتیں، ہچکیوں نے کیا مانگا، آنسوؤں نے کیا عرض کیا، بس ذرا سنبھلے اور ہوش میں آئے تو محسوس ہوا کہ گناہوں کا جو پہاڑ ہمارے کندھوں پر تھا وہ کہیں اللہ پاک کی رحمت کی تجلی سے ہی کافور ہو گیا، اور بلا مانگے ہی اللہ پاک نے وہ کچھ عنایت فرما دیا جس کی ہمارے دل کے نہاں خانوں میں ہماری تمنائیں تھیں“۔ (ص ۴۳)

طواف اور حجر اسود

یاد رہے کہ طواف حجر اسود سے شروع ہوتا ہے، یہ پتھر قدیم زمانہ سے ہی متبرک چلا آ رہا ہے، علماء کرام نے لکھا ہے کہ یہ جنت سے لایا گیا پتھر ہے۔ حج و عمرہ کے اعمال انسانی عقل سے بالا ہیں، ان کا تعلق عشق اور جذب سے ہے۔ مختصر یہ کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے یہ اعمال ادا فرمائے اور ہمیں اس طرح مناسک ادا کرنے کا حکم فرمایا۔

اکابرین نے لکھا ہے کہ: اس کو بوسہ دینا ایسا ہے جیسے اللہ پاک کے دست مبارک کو بوسہ دینا۔ ایک بار حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے فرمایا

”وایسے تو ایک پتھر ہے، نفع و نقصان کا مالک نہیں، مگر میں نے اپنے پیارے دوست خاتم النبیین والمرسلین حضرت نبی اللہ ﷺ کو تمہیں چومتے دیکھا تو آنحضرت ﷺ کی پیروی میں چوم رہا ہوں“ سبحان اللہ۔

آب زم زم کی ایک عجیب فضیلت

ایک مرتبہ حضرت نبی کریم ﷺ اپنے دوستوں کے ساتھ کنوئیں کی منڈیر پر تشریف فرما کر زم زم نوش فرما رہے تھے۔ آپ ﷺ نے ڈول سے کچھ پانی نوش فرما کر اپنا بچا ہوا پانی زم زم کے کنوئیں میں ڈال دیا کہ میری آنے والی امت بھی اس نعمت سے محروم نہ رہے۔ پس زم زم شریف میں حضرت نبی کریم ﷺ کا جھوٹا پانی شامل ہے، یہ تصور کر کے اس کے پینے کا لطف دو بالا ہو جاتا ہے۔

آب زم زم پینے کی دعا

اللهم انی اسئلك علماً نافعاً ورزقاً واسعاً وشفاءً من کل داء۔

یعنی اے اللہ تعالیٰ مجھے نفع بخش علم، وسیع رزق عطا فرما، اور تمام بیماریوں سے شفا دے، آمین۔

زیارات و مشاہدات

غار حرا

یہ متبرک غار جس پہاڑ پر ہے، اسے جبل نور کہتے ہیں۔ اعلان نبوت سے قبول حضرت نبی کریم ﷺ اسی غار میں گوشہ نشین رہتے تھے۔ کئی کئی روز کا سامان خور و نوش، ستو اور پانی وغیرہ ساتھ لے جاتے اور خلوت کی زندگی اختیار فرماتے۔ کیونکہ مشرکین مکہ کے شرکیہ اعمال دیکھ کر آپ ﷺ کو روحانی تکلیف پہنچتی تھی۔ اور یہی وہ مبارک غار ہے جہاں خاتم النبیین، رؤف الرحیم، امام الانبیاء و رسل، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین حضرت محمد ﷺ پر حق سبحانہ و تعالیٰ کی طرف سے حضرت جبرائیل امین علیہ السلام کے ذریعہ پہلی وحی نازل ہوئی۔

جناب محترم ڈاکٹر صاحب نے سفر غار حرا کی جس طرح منظر کشی کی ہے اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ یہ کٹھن اور پر مشقت سفر جسمانی قوت نہیں بلکہ عشق و محبت اور عقیدت کی دھن میں ہی کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:

یہ اللہ پاک کا فضل اور رحمت ہی ہے کہ غارِ حرا کی زیارت کر پایا، ورنہ چڑھائی کے دوران بار بار خیال آتا کہ واپس ہو جاؤں۔

ایک۔ تو کوئی ساتھی نہیں تھا۔

دوسرا۔ راستہ بھی انتہائی دشوار گزار تھا، ڈرتا تھا کہ گر جاؤں گا۔

تیسرا۔ حوصلہ بھی نہیں پاتا تھا کہ چڑھ جاؤں گا یا نہیں۔

چوتھا۔ عصر کی نماز کے بعد روانہ ہوا تھا ڈرتا تھا کہ راستے میں یا واپسی پر رات ہو گئی تو کہیں راستہ ہی گم نہ ہو جائے۔

پھر کچھ حوصلہ ایسے ہوا کہ سب سے بڑی بات یہی تھی کہ مکہ مکرمہ میں یہی دو جگہیں غارِ حرا اور غارِ ثور ہی تو ایسی رہ گئی ہیں، جو حضرت نبی کریم ﷺ کے مبارک زمانہ سے اصل حالت میں ہیں۔ وقت کی دھول بھی ان راستوں کو نہ مٹا سکی جن پر حضرت نبی کریم ﷺ کے نقوش قدم اقدس ثبت ہیں۔

ایسی مبارک جگہ کی زیارت کیے بغیر جینا بھی تو گویا ایک ملال ہی ہوتا اور زندگی کفِ افسوس ملتے گزر جاتی۔ معلوم نہیں پھر قسمت یہاں لے آئے یا نہیں، اگر آ بھی جائے تو حالات کیسے ہوتے؟۔

میں نے دیکھا کہ سفید ڈاڑھی والے بزرگ اور معمر خواتین بھی پہاڑ سے اتر رہی تھیں اور کچھ بوڑھے بزرگ چڑھائی کی ابتداء کر رہے تھے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ وہ ضعیف العمر حضرات غار کی زیارت کر کے آئے ہیں اور باقی جا رہے ہیں، اس طرح کچھ حوصلہ ہوا کہ اگر ایسے بزرگ لوگ جاسکتے ہیں تو ان شاء اللہ ہم پر بھی خیر گزرے گی، اسی سوچ سے اللہ اکبر، اللہ اکبر کہہ کر آگے بڑھتا گیا۔ راستے میں کبھی کسی کو ساتھی بنا لیتا کبھی کسی

کو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد سستانے کے لیے بیٹھ جاتا اور پانی کے دو گھونٹ پیتا۔ چل تو ہم پاؤں سے رہے تھے لیکن محسوس ہوتا تھا کہ ہمارا دل راستے میں بچھا ہوا ہے اور سر کے بل چل رہے ہیں کہ معلوم نہیں کہاں نبی کریم ﷺ کے مبارک نقوش قدم ہوں، آخر کار منزل مقصود آنکھوں کے سامنے آگئی، زبان پر بے اختیار درود و سلام جاری ہو گیا۔ اب ہم پہاڑ کی چوٹی پر کھڑے تھے اور غار مبارک تین قدم نیچے پہاڑ کی ڈھلوان پر تھی۔

غارِ حرا کی ہیئت

غارِ حرا میں داخل ہونے سے چند قدم پہلے بہت ہی عجیب و غریب راستہ دیکھا کہ دو بڑے پتھروں پر ایک بہت بڑا پتھر چھت کی طرح رکھا ہے دو بڑے پتھروں کے درمیان بمشکل دو ہاتھ کا فاصلہ تھا اور ہر کسی کو وہیں سے گزر کر جانا تھا۔ ایک دبلا پتلا آدمی بمشکل ہی وہاں سے گزر سکتا تھا۔ باب غار سے گزرا۔ آگے غارِ حرا میں داخل ہوا۔ غار کا فرش مجھ سے کہہ رہا تھا کہ:

”حضرت نبی کریم ﷺ نے یہاں آرام فرمایا ہے۔“

غار کی دیواریں مجھے خوشی سے پکار پکار کر کہہ رہی تھیں کہ:

”حضرت نبی کریم ﷺ نے دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر آرام فرمایا ہے۔“

کہیں سے آواز آرہی تھی کہ:

”نبی کریم ﷺ نے مجھ پر اپنے دست مبارک سے سہارا لیا ہے۔“

غرض میں نے دیوانہ وار غار کی دیواروں اور فرش پر اپنے ہاتھوں سے پیار کیا، اور ان دیواروں اور فرشوں کو چوما، لوگ اپنی پگڑیوں اور ٹوپوں سے غار کی صفائی کر رہے تھے۔ میں نے حضرت نبی کریم ﷺ کے آرام کی جگہ کو اپنی ڈاڑھی سے صاف کیا اور پلکوں سے وہاں کی دھول سمیٹی۔

سبحان اللہ! یہ جذبات اور والہانہ عقیدت و محبت قابلِ صدر شک ہے۔ اللہ تعالیٰ

ہر مسلمان کو اس توفیق سے نوازے۔

غار ثور

غار حرا کے پر مشقت سفر کے بعد غار ثور پر جانے کی ہمت بہت کم لوگ کر پاتے ہیں لیکن شاید ڈاکٹر صاحب عشق و محبت کے ہاتھوں مجبور تھے اس لیے انہوں نے اس پر مشقت سفر کو بھی بڑی عقیدت اور محبت کے ساتھ طے کیا۔ چنانچہ سفر غار ثور اور اس کے متعلق واقعات کے بارہ میں محترم ڈاکٹر صاحب یوں خامہ فرسایا ہیں:

الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اللہ پاک نے غار ثور کی زیارت سے بھی سرفراز فرمایا۔ یہ غار مسجد حرام سے چار کلو میٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ سطح زمین سے اس کی بلندی ۴۵۸ میٹر ہے۔ یعنی تقریباً ۵ کلو میٹر بلند ہے اور غار حرا سے تقریباً دو گنا بلندی پر واقع ہے۔ اس مبارک کی غار کی تاریخ سے کون ناواقف ہے؟ حضرت نبی کریم ﷺ کی ہجرت مدینہ منورہ کی یہ پہلی منزل ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹے حضرت عبداللہ سارادن مکہ مکرمہ میں رہتے اور رات کو یہاں غار میں آکر مکہ کے حالات سے باخبر کرتے۔ ادھر سے حضرت ابو بکر صدیق کے غلام عامر بن فہیرہ بکریاں چرانے یہاں پہنچتے۔ اور دونوں ساتھی بکریوں کا تازہ دودھ نوش فرماتے۔

غار ثور کی مبارک آغوش میں

میں نے بھی اللہ پاک کا نام لے کر جبل ثور پر چڑھنا شروع کیا۔ یہاں کا راستہ جبل نور (غار حرا) سے قدرے آسان تھا۔ اور راستے کی نشاندہی کے لیے اکثر راستے میں پتھروں کو سیدھا کر کے سیڑھیاں بنائی گئی تھیں۔ میں جگہ جگہ پر آرام کرتا گیا، بہت کم لوگ آ جا رہے تھے۔

آخر کار ایک گھنٹہ ۴۵ منٹ کی چڑھائی کے بعد وہ امین، وہ معین، وہ حسین اور

مبارک غار میری آنکھوں کے سامنے تھا، سمجھ نہیں آتا تھا اس کو کیسے آنکھوں میں سجاؤں، دل میں بساؤں سینے سے لگاؤں، اس سے پہلے کہ میں بے اختیار ہو کر اس سے لپٹ جاؤں، خیال آیا کہ بے وضو ہوں اور یہ وہ مبارک جگہ ہے، جہاں حضرت نبی کریم ﷺ اور ان کے رفیق غار ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہاں تین شب و روز گزارے ہیں، جگہ جگہ ان کی آرام گاہ، ذرہ، ذرہ ان کے مبارک نشانوں سے معطر، یہ جگہ تو آب زم زم سے وضو کر کے پلکوں پر چل کر آنے کو تھی کہ ہم بے ادب یونہی بے دھڑک پہنچ گئے۔ دور یال کی پانی کی بوتل لی، جس سے وضو کیا، اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور بسم اللہ پڑھ کر غار میں داخل ہوا۔ اللہ اکبر! کیا ہی انوارات سے منور، تسکین سے بھرپور اور خوشبوؤں سے معمور تھی، ساری غار ہی حضرت محمد ﷺ اور ان کے ساتھی رضی اللہ عنہ کی قیام گاہ تھی، غار حرا کی درود یوار کو چوما، اپنے چہرے پر وہاں کی دھول سمیٹی اور جی بھر کر غار کے بیرون پتھروں سے معاف کیا، حضرت نبی کریم ﷺ کی مشکلات یاد آئیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی جائناری یاد آئی، دل بھر آیا، آنسو اُڈ آئے۔ دل نے پکارا ان آنسوؤں سے ان کی محبت کا حق ادا نہیں ہوتا، اگر انہیں خوش کرنا ہے تو ان کے نقش قدم پر چلو، زبان پر بے اختیار درود و سلام جاری تھا۔ (ص ۷۴)

مقبرہ شبکیہ

زمانہ جاہلیت میں کفار اپنی بچیوں کو زندہ درگور کر دیتے تھے، جس جگہ وہ اپنی بچیوں کو زندہ دفن کرتے تھے اس جگہ کا نام ”مقبرہ شبکیہ“ ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب اس کا پس منظر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

حرمِ مکی کے بابِ فہد کی جانب بالکل ہی قریب یہ جگہ ہے، یہ کوئی اندازاً ایک بیگہ کا ٹکڑا ہے، تاریخی روایات کے مطابق یہ وہ جگہ ہے، جہاں اہل عرب زمانہ جاہلیت میں اپنی بچیاں زندہ دفن کر دیتے تھے۔ اللہ اکبر، کیا پوچھتے ہو، وہ کیا دلخراش اور دل سوز منظر جب

میں نے مقامِ شبیکہ کو دیکھا تھا۔ میں اس جگہ کو دیکھ رہا تھا تو میرا دل خون کے آنسو رو رہا تھا اور کانوں میں معصوم ننھی اور پیاری بچیوں کی آہ و بکا، چیخ و پکار کی آوازیں سنائی دیتی محسوس ہو رہی تھیں۔

ایک دل دوز واقعہ

ایک شخص حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور زار و قطار رونے لگا۔ عرض کیا: ”یا رسول اللہ! مجھ سے زمانہ جاہلیت میں ایسا گناہ سرزد ہوا تھا کیا اللہ تعالیٰ مجھے معاف نہیں کریں گے؟“

حضور ﷺ نے تسلی دیتے ہوئے فرمایا:

”اسلام لانے کے بعد اللہ تعالیٰ پچھلے گناہ معاف فرما دیتے ہیں۔“

مگر وہ مصررہا کہ میرا گناہ بہت عظیم ہے۔ پھر خود ہی کہنے لگا:

”یا رسول اللہ یہ میرے اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ ہے کہ میری بیوی امید سے تھی اور مجھے لمبے عرصے کا سفر درپیش تھا، میں نے اسے کہا اگر بچی پیدا ہو تو اسے میرے آنے سے پہلے زندہ دفن کر دینا، مجھے سفر میں ۴ سال کا عرصہ لگ گیا، اس دوران میرے گھر ایک خوبصورت بچی پیدا ہوئی، ماں کب اپنی بچی کی تکلیف دیکھ سکتی ہے، اس نے اس کی پرورش اور نشوونما کی، میں گھر آیا تو وہ بچی مجھے بہت پیاری لگی میں نے دل میں کہا کاش! یہ میری بچی ہوتی۔ بیوی نے جھٹ بولا کہ یہ ہمسائیوں کی بچی ہے، میں نے اسے کہا اپنی ہمسائی سے اجازت لو، آج میں اس بچی کو اپنے سینے سے لگا کر سلاؤں گا، جب میں بچی سے مانوس ہو گیا تو میری بیوی نے مجھے کہا کہ یہ آپ ہی کی بچی ہے۔ معاً میرے جسم میں زمانہ جاہلیت کا خون کھول اٹھا، آنکھوں کے آگے پردے آگئے اور اگلے دن بچی کو لے کر جنگل پہنچا۔ وہ بچی مجھے بار بار پوچھتی:

”بابا آپ مجھے کہاں لے جا رہے ہیں؟“

میں کہتا:

”تمہاری نانی سے ملوانے جا رہا ہوں۔“

جنگل میں جا کر کھدائی شروع کی تو وہ میری بیٹی اپنے دوپٹے سے میرا پسینہ خشک کرتی اور میرے ماتھے، سر سے مٹی جھاڑتی رہی، اپنے ننھے ہاتھوں سے اپنے بابا کو پانی پلاتی رہی، مجھے پھر بھی رحم نہ آیا اور بچی کو گڑھے میں ڈال کر اس پر مٹی ڈالنا شروع کی تو وہ بچی چیخ چیخ کر مجھے واسطے دیتی رہی:

”بابا اللہ کے واسطے میرا قصور معاف کر دو، بابا میں آپ سے کوئی چیز نہیں مانگوں گی، مجھے چھوڑ دو، میں کبھی آپ کے گھر نہیں آؤں گی، آپ کو بابا نہیں کہوں گی مجھے نہ مارو۔“

مگر میرے اوپر خون سوار تھا، میں نے اپنی معصوم بچی کی ایک نہ سنی اور اسے زندہ دفن کر دیا، ہائے اللہ! وہ خود بھی زار و قطار رہا تھا اور میرے محبوب حضرت محمد ﷺ کی مبارک آنکھوں سے بھی آنسو چھم چھم برس رہے تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آہ وزاری کرتے ہوئے فرما رہے تھے:

”یہ تم نے کیا کیا؟ یہ تم نے کیا کیا؟“

میں اسی مقبرہ کی دیوار سے لگ کر آنسو بہا رہا تھا کہ وہاں کھڑے ایک آدمی نے بتایا کہ: میرا استاذ یہاں مکہ شریف میں ۱۲ سال سے رہتا ہے، اس نے بتایا ہے کہ حرم شریف سے متصل قبرستان کی یہ جگہ دنیا کی قیمتی جگہوں میں سے ہے۔ حکومت سعودیہ نے بارہا کوشش کی ہے کہ یہاں پر زائرین کے لیے کوئی پلازہ یا ہوٹل تعمیر کریں، مگر پہلے تو بڑی بڑی کرینیں اور کھدائی والے آلات کام نہیں کرتے، اگر کچھ زمین کھود لیں تو اس میں سے تازہ خون کے فوارے جاری ہو جاتے ہیں، لامحالہ کام روکنا پڑتا ہے، آج تک یہ جگہ جوں کی توں خالی پڑی ہے۔ (ص ۷۹)

جاری.....

مرتبہ: سید عمیر شاہ بخاری

مکتوبات حضرت ترمذی قدس سرہ (قسط ۳)

بنام قاری حافظ سید محمد اکبر شاہ بخاری زید مجدہ

ایک عرصہ سے خیال تھا کہ ماہنامہ ”الحقانیہ“ میں حضرت فقیہ العصر یا دگار سلف حضرت مولانا مفتی عبدالشکور ترمذی نور اللہ مرقدہ کے مکتوبات کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا جائے چنانچہ محرم الحرام ۱۴۳۷ھ کے شمارہ سے اس کا آغاز کیا جا رہا ہے اس میں سب سے پہلے ان مکاتیب کو شائع کیا جا رہا ہے جو حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص متوکل جناب قاری حافظ محمد اکبر شاہ بخاری زید مجدہ ہم کو تحریر فرمائے ہیں۔ ادارہ موصوف کامنوں ہے کہ انہوں نے حضرت قدس سرہ کے مکتوبات کی نہ صرف نقل بلکہ اصل مکتوبات کی فوٹو کاپی بھی ارسال کی جزاء اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ قارئین سے التماس ہے کہ جن حضرات کے پاس حضرت کے خطوط ہوں وہ ادارہ کو بھیجوا دیں تاکہ ان کو بھی افادہ عام کے لیے شائع کر دیا جائے، شکریہ۔ (ادارہ)

مکتوب (۹)

مکرمی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

یہ سفارشی خط سیدی و مرشدی حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کے نام آپ کی خدمت میں ارسال ہے، یہ اپنے خط درخواست کے ساتھ حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں بھیج دیں۔

مفتی عبدالشکور صاحب کا سفارشی مکتوب بنام مفتی اعظم پاکستان دامت برکاتہم سیدی حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم العالیہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! احقر کی نااہلی کے باوجود صاحب خط کا اصلاحی تعلق احقر سے جاری ہے، اگر حضرت والا ان کو اپنی بیعت میں قبول فرمائیں تو مزید موجب طمانینت اور سبب اصلاح و تربیت ہونے کی امید ہے۔

سید عبدالشکور ترمذی عنہ

۹ ذوالحجہ ۱۴۲۵ھ

مکتوب (۱۰)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سیدی حضرت مفتی صاحب دامت برکاتہم نے آپ کو چاروں سلسلوں میں بیعت فرمالیا ہے، اس کی بہت بہت مبارکباد قبول فرمائیں۔ بس ظاہر و باطن کی اصلاح کی فکر کریں، مسلسل رابطہ رکھیں اور عمل کی کوشش کرتے رہیں، دعا کرتا ہوں۔

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۰ ذوالحجہ ۱۴۰۵ھ

مکتوب (۱۱)

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

جی ہاں! اب الحمد للہ ”تذکرۃ الظفر“ کی اشاعت کا بندوبست ہو گیا ہے۔ مولانا عمر احمد عثمانی اور مولانا قمر احمد عثمانی نے فیصلہ کر لیا ہے، عید کے بعد مولانا قمر احمد عثمانی لاہور جا کر مسودہ کتابت کے لیے دے دیں گے اور کام شروع ہو جائے گا۔

میرا اپنا ہی شوق و ذوق تھا جو اس کام کو انجام تک پہنچانے میں مدد و معاون بنا رہا، ورنہ صحت اس بارگراں کی متحمل نہیں تھی، ان شاء اللہ احباب دیکھ کر مسرور ہوں گے۔ ماہنامہ ”بینات“ میں حضرت مولانا عثمانی مرحوم پر آپ کا مضمون دیکھ لیا بڑی خوشی ہوئی۔ حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی مرحوم کی سوانح حیات ان کے صاحبزادے مولانا محمد میاں صدیقی مرتب کر رہے ہیں۔ آپ کے لیے دعا گو ہوں اور طالب دعا بھی۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۹ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ

مکتوب (۱۲)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا سفر کراچی اور زیارات اکابر اور حاضری مزارات مبارک ہو، اللہ تعالیٰ اس سفر کو ثمر حسنات بنائے، آمین۔

احقر تو اپنی بیماری کے باعث کسی طویل سفر کا تحمل نہیں، اس لیے سفر کراچی سے محروم ہی ہے شاید کسی وقت ہمت ہو جائے دعا کریں۔ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی مرحوم کی وفات کے بعد سے تو مسلسل تکلیف کا سلسلہ جاری ہے اور اب حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے سانحہ ارتحال سے دل و دماغ پر گہرا اثر پڑ رہا ہے اور ہمت نے بالکل جواب دے دیا ہے، اس لیے کسی تحریر وغیرہ کی اس وقت بالکل طاقت نہیں ہے۔ مولانا تقی عثمانی صاحب کو بھی ایک مختصر تعزیتی خط کے سوا اور کچھ نہیں لکھ سکا، اللہ تعالیٰ ہم سب کو صبر و استقامت عطا فرمائیں، آمین۔

مسودہ ”تذکرۃ الظفر“ کو مولوی قمر عثمانی سلمہ نے کتابت کے لیے لاہور پہنچا دیا ہے کہ کسی اچھے کاتب سے کتابت کے لیے حوالہ کیا جائے، اس کے بعد اطلاع نہیں آئی کہ کاتب کے سپرد ہوا یا نہیں؟

”تربیت السالک“ کے کاتب لائل پور میں تھے، ان سے لکھوانے کا خیال رہا وہ امسال حج کے لیے جا رہے ہیں اس لیے لاہور کی تجویز ہوئی۔ دوسرے مولوی قمر احمد عثمانی سلمہ لاہور کے لیے کمالیہ سے جا چکے ہیں، ہر کام اس زمانہ میں مشکل ہو گیا ہے، گرانی اتنی بڑھ گئی ہے اس کے مصارف کا اندازہ دس ہزار کے قریب لگایا جا رہا ہے، اتنی رقم کا انتظام بھی کوئی آسان کام نہیں، مولوی عمر احمد عثمانی صاحب نے ایک ہزار روپیہ بھیجا ہے مگر کتابت میں ہی دو ہزار روپیہ کا اندازہ خرچ کا ہے، آپ کے اکثر و بیشتر مضامین ”تذکرۃ الظفر“ میں شامل کر دیے گئے ہیں۔ نظر ثانی کے لیے ”تذکرہ“ میرے پاس آیا تھا میں نے نظر ثانی کر کے واپس بھیج دیا ہے، تجویز یہ ہے کہ احباب یہ رقم تذکرہ کے مصارف میں ہدیہ دے دیں اور پھر اس سے حاصل شدہ رقم سے مولانا مرحوم کے ہی مضامین غیر مطبوعہ اور نایاب بھی شائع

ہوتے رہیں، ذاتی نفع اس سے حاصل نہ کیا جائے۔ غیر مطبوعہ ”سفرنامہ حجاز“ کی ضخامت کیا ہے حجم کیا ہے؟ اس کی طباعت پر کیا خرچہ کا اندازہ ہے؟ اس کا تذکرہ میں نے حضرت مولانا مرحوم کی تالیفات میں کیا ہے مگر اس کا حجم اور ضخامت نہیں معلوم ہو سکے تھے، مولوی عمر احمد صاحب کے پاس حضرت مولانا مرحوم کے بعض عربی قصائد اور اشعار بھی غیر مطبوعہ ہیں کسی وقت ان کی اشاعت بھی ہونی چاہئے، بہت کام ہے جو احباب اور متمول حضرات کے تعاون سے سرانجام پاسکتا ہے، واللہ الموفق والمعين۔

باقی دعا چاہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۲ ذوالقعدہ ۱۳۹۶ھ

مکتوب (۱۳)

مکرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

”تذکرۃ الظفر“ کے بارے میں آپ کی مبارکبادی اور اس کی قدردانی، سب حضرت مولانا عثمانی مرحوم کے ساتھ خلوص و محبت کے آثار ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ایسے حضرات کے نقش قدم پر چلنے اور اپنی مرضیات کے موافق عمل کی توفیق عنایت فرمائیں، آمین۔ اتنے بڑے کام کا انجام پا جانا میں سمجھتا ہوں حضرت مولانا عثمانی مرحوم کی روحانیت کا فیض ہے ورنہ اس ناکارہ سے اول تو اتنے تفصیلی تحریری کام کا انجام پانا ہی مشکل تھا، پھر لکھنے کے بعد بھی اس کی طباعت کیلئے جس زر کثیر کی ضرورت تھی اس کا انتظام تو بہت ہی مشکل نظر آ رہا تھا مگر اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمائی اور مخلصین کی تمناؤں اور دعاؤں کا جلد ظہور ہو گیا، اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں۔

بندہ ناکارہ تو حضرت مولانا مرحوم کے فیض اور آپ حضرات کی تمناؤں اور دعاؤں کا محض مظہر ہی ہے۔ اصل فیض حضرت مولانا مرحوم کا ہی ہے۔

”خیر السوانح“ کی خبر سے خوشی ہوئی ہے، دل چاہتا ہے کہ کوئی صاحب اس کو بسط سے لکھیں، نزول الماء کی وجہ سے میرا حال تو یہ ہو گیا ہے کہ ہر کام مشکل نظر آتا ہے، لیکن پھر بھی اس کار خیر میں حصہ لینے کی کوشش کروں گا، حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے خلفاء و متوسلین کے حالات پر آپ کے مضامین جو سالوں سے رسالوں میں شائع ہو رہے ہیں، اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائیں بڑی خوشی ہوتی ہے اور دعائیں نکلتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو سلسلہ اشرفیہ تھانویہ کے اکابر کی محبت کے ساتھ اللہ تعالیٰ ان کے مسلک و مشرب پر چلنے کی مزید ہمت و توفیق نصیب فرمائیں، آمین۔

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۷ محرم الحرام ۱۳۹۸ھ

مکتوب (۱۳)

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

محترمی و کرمی! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا، میری طبیعت اچھی نہیں رہتی ہے اس لیے سفر تقریباً بند ہی ہو گیا ہے، میں نے ایک مرتبہ حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کی خدمت میں اپنے مرض کا حال لکھا تو حضرت مرحوم نے بھی فرمایا تھا کہ میں نے تو سفر بند کر دیا ہے آپ بھی بند کر دیں، چنانچہ وہ تقریباً بند ہی ہو چکا۔ مگر آپ کا اصرار وقتاً فوقتاً اور تقاضا ہے اس لیے مارچ کے آخری ہفتہ میں آپ اپنے جلسہ کا نظام بنالیں اور دوسرے علماء کو اصل سمجھیں، یہ احقر ان شاء اللہ حاضری کی کوشش کرے گا۔ اگر آنکھ کا آپریشن ان دنوں میں نہ ہو تو پھر حاضری تقریباً یقینی ہے، والا مرکلہ بیدہ سبحانہ۔

دوسری بات یہ ہے کہ میرا سفر محض ملاقات کی مد میں رکھیں، میں اپنی کمزوریوں کی وجہ سے وعظ و تقریر کے قابل نہیں رہا، اول تو پہلے ہی سے اس کا زیادہ اہل نہیں تھا اب وہ بھی

نہیں رہا، اس لیے دوسرے علماء پر مدار کار رکھیں میں بھی ملاقات کی غرض سے ان شاء اللہ حاضر ہو جاؤں گا۔ تاریخ جلسہ ۲۳ مارچ سے ۲۹ مارچ تک جو مناسب سمجھیں تجویز کر لی جاوے اور پھر مجھے اطلاع دے دی جاوے۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۳ رجب الاول ۱۳۹۹ھ

مکتوب (۱۵)

باسمہ سبحانہ و تعالیٰ

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کا خط ملا، مجھے بھی لاہور کے سفر کے بعد ملتان کی مجلس شوریٰ خیر المدارس میں جانے کی ہمت نہ ہوئی، سفر کے بعد مولانا محمد شریف جالندھری صاحب مہتمم خیر المدارس ملتان ساہیوال تشریف لائے تھے مگر ان سے عذر کر دیا، اب ان کا خط آیا ہے مجلس شوریٰ کا اجلاس ملتوی کر کے ۹ شوال المکرم کی تاریخ مقرر کر دی ہے۔ دیکھئے اس وقت کیا صورت حال ہوگی، بحمد اللہ اب طبیعت اچھی ہے، لکھنے پڑھنے کے کام سے آنکھوں پر زور پڑتا ہے اس لیے یہ کام مشکل ہو رہا ہے، الحمد للہ روزہ تراویح کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ برخوردار عبدالقدوس سلمہ کا قرآن پاک تراویح میں سن رہا ہوں، اللہ تعالیٰ ہم سب کو برکاتِ رمضان المبارک سے نوازیں اور خیر و عافیت سے رکھیں، آپ کو بھی قرآن پاک کا سنانا مبارک ہو، خدا کرے بعافیت پورا ہو، آمین۔

والد صاحب اور بھائی صاحب اور تمام احباب کو سلام مسنون اور دعا پہنچے۔

مجلس صیانتہ المسلمین کے سلسلہ میں آپ لوگوں کی مساعی سے بہت دلی خوشی حاصل ہوئی، خصوصاً لاہور کے اجتماع میں حاضری اور مالی تعاون کی بڑی قدر ہوئی، اللہ تعالیٰ ان مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں اور مزید خلوص سے نوازیں، آپ لوگوں نے حضرت مولانا

ظفر احمد عثمانی، حضرت مفتی محمد شفیع اور حضرت مولانا خیر محمد جالندھری اور حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ کے دیگر اکابر علماء سے محبت و تعلق کا حق ادا کر دیا ہے کہ انہی حضرات کے تعلق کی وجہ سے آپ لوگوں کو اس مجلس سے تعلق ہوا ہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان اکابر کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق ارزانی فرمائیں آمین۔

آپ کو اور صوفی محمد اقبال صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اکابر کے حالات لکھنے کی سعادت عطا فرمائی ہے اس سے دل خوش ہوتا ہے۔ اکابر کے تذکرہ کو اگر حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی کے تذکرہ سے شروع کر دیں تو زیادہ مناسب معلوم ہوتا ہے اور اکابر کے تذکرہ میں ان کی دینی خدمات اور اصلاحی و تربیتی خدمات اور ان کے تقدس و تزکیہ نفس کے حالات کو زیادہ اہمیت دی جائے، آج کل کے مادی دور میں ان اصحاب قدسیہ کی باطنی اور روحانی خدمات سے قطع نظر کر کے ان کو بھی ایک سیاسی لیڈر کی حیثیت میں پیش کیا جاتا ہے اور ان اکابر کا اصل کارنامہ سیرت سازی، تزکیہ نفس باطنی اور تہذیب و اخلاق اور صورت کے انسانوں کو حقیقی انسان بنانا تھا، ان اکابر کے ان کارناموں کو اجاگر کیا جائے۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید اپنے اکابر سے متعلق لکھنے کی توفیق عطا فرمائیں، آمین۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۳۳ رمضان المبارک ۱۴۳۹ھ

مکتوب (۱۶)

باسمہ تعالیٰ

مکرمی عزیزم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے خط کے ساتھ ”سیرت عثمانی“ کا نسخہ ملا، دیکھ کر بہت مسرت ہوئی، اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور مقبول فرمائیں اور ہم سب کو ان حضرات اکابر رحمہم اللہ کے نقش قدم پر چلنے کی سعادت و توفیق عطا فرمائیں، آمین۔

اپنے اکابر و اسلاف قدس اسرار ہم کے سوانح و حالات کے تذکرہ سے مقصد ان کے اسوہ پر چلنے کی ترغیب دلانا ہوتی ہے، نیز ان علماء صالحین کے تذکرہ سے انس و محبت میں اضافہ ہو کر تعلق مع اللہ پیدا ہوتا ہے اس واسطے ہمیشہ سے اکابر رحمہم اللہ کے تذکرے اور سوانح لکھنے کا معمول چلا آ رہا ہے اس سلسلہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے اپنے اکابر کے حالات طبع کرنے اور ترتیب دینے کا جو کام لیا ہے اس کے لیے آپ ہم سب متوسلین و اکابر کے شکریہ کے مستحق اور سب کی طرف سے مبارکباد کے لائق ہیں، آپ نے اس وقت بالخصوص ”سیرت عثمانی“ (حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی) لکھ کر تو نہایت ہی مفید کام انجام دیا ہے، بڑے اختصار اور جامعیت کے ساتھ اس کتاب میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی قدس سرہ کے حالات و کمالات و خدمات اور علمی روحانی و سیاسی زندگی کے کارناموں کا تذکرہ آگیا ہے۔

عزیزم مولانا قمر احمد عثمانی صاحب سلمہ کے مضمون کا اضافہ سونے پر سہاگہ کا مصداق ہے، اور اس مضمون سے ”تذکرۃ الظفر“ باوجود تفصیلات پر مشتمل ہونے کے محروم رہا ہے۔ مکرر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے جامعین و معاونین اور مرتب و مؤلف کو جزائے خیر عطا فرمائیں اور ناظرین و قارئین کے لیے اس کتاب کو نافع و مفید فرمائیں، آمین۔ والسلام
سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۶ ربیع الثانی ۱۴۰۰ھ

مکتوب (۱۷)

عزیزم مکرم! حافظ سید محمد اکبر شاہ صاحب سلمہ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

خطیب پاکستان حضرت مولانا احتشام الحق تھانوی مرحوم کے سانحہ ارتحال کی خبر سے طبیعت پر بہت اثر ہوا ہے، انتہائی دکھ و قلق ہے، اس وحشتناک خبر کا پہلے تو یقین ہی نہیں

آ رہا تھا، جب متواتر خبر ریڈیو پاکستان سے نشر ہوتی رہی تو پھر چاروناچار یقین کرنا پڑا اور طبیعت نڈھال ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں اعلیٰ و بلند مقام عطا فرمائیں۔ مولانا احتشام الحق تھانوی مرحوم نے تمام عمر اظہار حق کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی اور اس معاملہ میں اپنے اور پرایوں سب کی مخالفت مولیٰ۔ اس منفرد حیثیت کی شخصیت سے اب پاکستان خالی نظر آتا ہے، اور تھانوی برادری کے لیے تو ان کا کوئی بدل نہیں ہے۔ مولانا مرحوم بڑی خوبیوں اور کمالات کے آدمی تھے، ان کی آواز میں حق تعالیٰ نے رعب و دبدبہ اور قوت و شوکت رکھی ہوئی تھی اور وہ تنہا انجمن اور جماعت کا کام دیتے تھے اور ان کی آوازوں میں حق و صداقت صاف نظر آتی اور ان کی آواز سب پر بھاری تھی، افسوس کہ ہم نے ان کی قدر نہیں کی، اب پورے پاکستان میں اس جرأت کے ساتھ مؤثر حق کی آواز اٹھانے والا نظر نہیں آتا، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

میرا سفر تھانہ بھون و دیوبند بجز اللہ خیریت سے ہوا، میری طبیعت تاثرات و مشاہدات کی تحریر قلمبند کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہے، حضرت مولانا مرحوم کی وفات نے بالکل ہی کمر ہمت توڑ دی، ویسے بھی عرصہ سے لکھنے پڑھنے کا کام مجھے سے نہیں ہو رہا ہے۔ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب دارالعلوم دیوبند کے جلسہ میں شریک تھے امید ہے کہ وہ اپنے تاثرات و مشاہدات کو قلم بند کر کے شائع کریں گے۔ امید ہے کہ ان کی تحریر ہم سب کے لیے نفع مند ہوگی۔ مجھے تو بس آپ کا عدم ہی سمجھے، کسی کام کا نہیں رہا پہلے ہی کچھ کام نہیں ہو سکا مگر تھوڑا بہت جو کچھ کر لیتا تھا اب وہ بھی نہیں ہو سکتا، پھر پے در پے صدمات سے طبیعت نڈھال ہے۔ ۱۹۷۰ء اور ۸۰ء کی دہائی میں کتنی جلیل القدر ہستیاں ہم سے جدا ہو گئیں، حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا رسول خان ہزاروی، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلوی، حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، حضرت مولانا محمد یوسف بنوری، مولانا محمد احمد تھانوی اور مولانا احتشام الحق تھانوی رحمہم اللہ تعالیٰ۔ ایک اکابر علماء کی لمبی

قطار تھی جو ختم ہو گئی ہے، طبیعت پر بہت اثر ہے۔ دعاء کیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ان سب اکابر علماء کے درجات بلند فرمائیں، سب احباب کو سلام مسنون اور دعا پہنچے۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۲۶ جمادی الاول ۱۴۰۰ھ

مکتوب (۱۸)

عزیزم حافظ سید اکبر شاہ بخاری سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا خط مع ماہنامہ ”دور جدید“ کراچی کئی روز ہوئے پہنچا تھا، آپ نے مولانا مرحوم احتشام الحق تھانوی کے بارہ میں بہت کچھ لکھ دیا ہے۔ ماہنامہ ”الرشید“ لاہور کے ذریعہ بھی آپ نے جو حالات مولانا مرحوم کے ناظرین کے لیے پیش کر دیے ہیں وہ بھی کافی ہیں۔ شاید کوئی اور صاحب بھی حضرت مولانا مرحوم کے لواحقین میں سے سوانح مرتب کرنے پر محنت کر رہے ہوں، مولوی احترام الحق تھانوی سلمہ سے رابطہ قائم کر کے معلوم کریں، پھر جس بات کی ضرورت باقی رہے تو اگر ہمت ہوئی تو ان شاء اللہ کچھ لکھ دوں گا۔
عزیزم! اب میرا حال ایسا ہی ہو گیا ہے، تھانہ بھون کی اس حاضری کے بعد طبیعت بہت متاثر ہو گئی ہے، حضرت حکیم الامت تھانوی اور دوسرے اکابر رحمہم اللہ کی یاد تازہ ہو گئی تھی اور ان رفتگان کی یاد ہر وقت ستارہی تھی اس لیے میں کسی تحریر اور کام کے لائق نہیں رہا تھا کہ اچانک مولانا احتشام الحق تھانوی مرحوم کا حادثہ جانکاہ پیش آ گیا، بس رہی سہی کمی پوری ہو گئی اور یہ احقر بالکل ناکارہ ہو کر رہ گیا۔ کوئی کام مجھ سے نہیں ہو رہا، اور سوانح وغیرہ لکھنے میں مولانا مرحوم کا تصور رہے گا اس لیے غم زیادہ بڑھے گا، ضرورت اس بات کی ہے کہ غم ہلکا ہو وہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ قصداً مولانا مرحوم کا تصور نہ کیا جائے اور کسی دوسرے کام میں مشغول رہا جائے، اس لیے ابھی کسی ایسی تحریر کا موقع نہیں ہے۔ حضرت

مولانا ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ کے انتقال پر ملال کے بعد ایسی حالت ہی اس ناکارہ پرگزرجکی ہے کہ حضرت مرحوم کے سوانح کی ترتیب کا کام وفات کے بعد جلد ہی شروع کر دیا تھا تو اس کا انجام یہ ہوا تھا کہ سوانح تو مرتب ہو گئی اور الحمد للہ سب نے اس کو پسند فرمایا۔
حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی دامت برکاتہم نے بھی تمام کتاب کو مدینہ منورہ میں سنا اور مبارکباد تحریر فرمائی۔

کہاں میں اور کہاں یہ نکبت گل نسیم صبح تری مہربانی ہے
میرے کہاں نصیب جو اس دربار مقدس میں میری کوئی حقیر تحریر شریاب ہو سکے
اور حضرت شیخ الحدیث کی مجلس میں اس کو حسن قبول میسر آوے
ع ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے جو اس مجلس میں ہے
اس پر خدا تعالیٰ کا بے انتہا شکر ہے اور اللہ اکبر کیا نصیب لوٹنے کی جائے ہے کہنے
کو دل چاہتا ہے۔ والحمد لله حمداً کثیراً طیباً مبارکاً۔
غرضیکہ دن رات کے تصور سے دل پر خفقان کی کیفیت پیدا ہو کر نیند نہ آنے کا
مرض ہو گیا تھا اور کئی سال تک یہ عارضہ رہا تھا۔

اب مولانا احتشام الحق تھانوی مرحوم کے انتقال پر بھی طبیعت بہت متاثر ہو رہی ہے اور ان کا ہر وقت خیال بندھا رہتا ہے۔ اگر ان کے حالات کی تحریر میں لگوں گا تو اسی خفقانی کیفیت کا خطرہ ہے، اس لیے مناسب ہے کہ یہ کام آپ کریں اور مفتی محمد وجیہہ صاحب وغیرہ دیگر علماء سے امداد لے لیں، پھر مجھے دکھ لایا جائے، کچھ عرصہ کے بعد اثرات کم ہو جائیں گے اور طبیعت کسی قدر ہلکی ہوگی تو اس وقت اگر کچھ لکھ سکے گا تو میں بھی اس میں شامل ہو جاؤں گا، تمام دوستوں کو سلام مسنون اور دعا پہنچے۔ والسلام

سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۸/رجب المرجب ۱۴۰۰ھ

مکتوب (۱۹)

عزیزم حافظ محمد اکبر شاہ بخاری سلمہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
آپ کا خط آیا تھا، سوچتا رہا کہ کیا جواب لکھوں۔ ۵/ رمضان المبارک کی شام کو
مولوی محمد تقی عثمانی صاحب سلمہ کا مضمون ”البلاغ“ میں تھا نہ بھون کے بارہ میں نظر سے
گزر، اس کو دیکھ کر طبیعت پر تقاضا ہوا اور ایک مضمون لکھنا شروع کر دیا ”سفر تھانہ بھون
ودیوبند“ اس کا عنوان ہے۔ اپنے سادہ لفظوں میں تاثرات کا اظہار ہی ہے۔ بیس صفحات پر
مشمول ہے، اب اس کو صاف کر کر آپ کے پاس بھیج دوں گا، شاید آپ کی فرمائش کے
مطابق ہو، پھر آپ جس طرح چاہیں اس کو طبع کرادیں۔

اس وقت سے آنکھوں میں تکلیف ہو گئی ہے پانی آنے لگا ہے، اس سے پہلے میں
نے اسی لیے عذر کر دیا تھا مگر اب اچانک تقاضا ہوا تو کچھ لکھ دیا، والحمد للہ علیٰ ذلک۔
مولانا احتشام الحق صاحب مرحوم کے بارہ میں مولانا مفتی محمد وجیہ صاحب
دارالعلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار کے خط سے معلوم ہوا کہ ایک صاحب نے مولانا کی سوانح
لکھی تھی اور مولانا نے اس کو پسند بھی کیا تھا اور مولانا مرحوم اپنے سفر ہندوستان، دیوبند،
دہلی اور مدراس میں مسودہ ہمراہ لے گئے تھے۔ چنانچہ وفات کے بعد وہ مسودہ کراچی آ گیا
ہے، اس کا حال مولوی احترام الحق تھانوی سلمہ سے معلوم کیا جائے کہ اگر وہ جلد طبع ہو جائے
تو بہت بہتر ہوگا، باقی پھر کسی وقت اگر ہو سکا تو یہ احقر بھی اپنی معلومات لکھ دے گا، جب اللہ
کو منظور ہوگا وہ لکھوا لیں گے ورنہ ہمت بالکل نہیں ہے۔

تمام احباب کو اور اپنے والد صاحب اور بھائی صاحب کو سلام مسنون پہنچادیں
اور دعا کے لیے کہہ دیں، میں بھی دعا کرتا ہوں۔ عزیزم حافظ عبدالقدوس سلمہ کی طرف سے
بھی سلام مسنون پہنچے۔ والسلام
سید عبدالشکور ترمذی عفی عنہ

۱۴/ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ

مولانا سجاد حسین زید مجرہ

اخبار الجامعہ

یکم ربیع الاول: جامعہ ہذا کے پاکستان میں قیام کو آج قمری حساب سے باسٹھ سال پورے ہو گئے ہیں۔ اسی حوالے سے حضرت صدر جامعہ مدظلہم نے حضرات اساتذہ کرام سے مختصر خطاب کیا اور بعض اہم امور پر مشاورت بھی فرمائی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جامعہ کو دن دو گنی رات چو گنی ترقیات سے نوازیں اور قبولیت عطا فرمائیں۔

۵/ عارف باللہ حضرت مولانا مشرف علی تھانوی مدظلہم سہ روزہ دورے پر جامعہ میں تشریف لائے: پہلا بیان بروز جمعرات بعد نماز عصر جامعہ حقانیہ محلہ قلعہ والا میں ہوا۔ دوسرا بیان اگلے دن نماز جمعہ سے قبل جامع مسجد حقانیہ میں ہوا۔ تیسرا بیان بروز ہفتہ صبح دس بجے جامعہ کے طلبہ و طالبات سے ہوا۔ حضرت مدظلہم نے درجہ تخصص اور دورہ حدیث شریف کے طلبہ و طالبات کو اجازت حدیث بھی دی۔ ۱۵/ حضرت مدظلہم نے پہلے بعد نماز ظہر چانڈی بلوچاں میں جلسہ سے خطاب کیا، بعد ازاں فیصل آباد تشریف لے گئے اور بعد نماز عشاء جامعہ الحبیب میں جلسہ سے خطاب فرمایا۔ ۱۷/ حضرت مدظلہم جامعہ اسلامیہ محمودیہ سرگودھا تشریف لے گئے، تکمیل حفظ قرآن کی تقریب سے خطاب کیا اور بچوں میں انعامات تقسیم کیے۔ ۱۹/ حضرت مدظلہم نے فروکہ ضلع سرگودھا میں مسجد حسن کاسنگ بنیاد رکھا اور مختصر خطاب کیا۔ ۲۱/ حضرت مدظلہم نے ساہیوال میں مسجد خلیل کاسنگ بنیاد رکھا۔ اس موقع پر حضرت مولانا عبدالرحمن صاحب اور حضرت مدظلہما کا بیان بھی ہوا۔ ۲۲/ حضرت علامہ مولانا محمد عبدالغفار تونسوی مدظلہم جامعہ میں تشریف لائے اور درجہ تخصص کے طلبہ کو تین روز فرق باطلہ پر دروس دیے۔ ۲۸/ حضرت مولانا مفتی محمد طیب صاحب مہتمم جامعہ امدادیہ فیصل آباد مختصر وقت کے لیے جامعہ میں تشریف لائے اور حضرت مدظلہم سے ملاقات کی۔ ۲۹/ حضرت مدظلہم نے جامعہ میں حفظ مکمل کرنے والے بچے کو آخری سبق پڑھا کر بیان کیا اور دعا کرائی۔